فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ○ (البقرہ ۱۱۵)

مصباح الحقیقت

سنہ ۱۹۰۵ء

تصنیف لطیف

مولوی محمد باقر دھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

جناب عدیم افتخار قادری

باالھتمام: حاجی محمد جمیل نقشبندی حفظہ اللہ

Marfat.com

Marfat.com

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ ○ (البقرہ ۱۱۵)

مصباح الحقیقت

۱۹۰۵ء

تصنیف لطیف

مولوی محمد باقر دھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

جناب عدیم افتخار قادری ایم اے

باہتمام: حاجی محمد جمیل نقشبندی حفظہ اللہ

Marfat.com

111984

جملہ حقوق بحق حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ واولادواخلاف محفوظ ہیں

نام کتاب: مصباح الحقیقت

مصنف: مولوی محمد باقر دھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی: عدیم افتخار قادری

باہتمام: حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ

تعداد: 1100

باراوّل: 1905ء

باردوم: 2011ء

ناشر: صاحبزادہ حاجی محمد طیب نقشبندی صاحب
(طیب کریانہ سٹورز نزد رینجر ہیڈکوارٹر، لاہور)

کتاب مفت ملنے کا پتہ: صاحبزادہ حاجی محمد طیب نقشبندی صاحب
طیب کریانہ سٹورز نزد رینجر ہیڈکوارٹر لاہور
0322-4757685
0300-4757685
0313-4757685

Marfat.com

انتساب

حضرت سیدہ صدیقہ رحمہا اللہ تعالیٰ

المعروف

بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ

ہمشیرہ محترمہ حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ

وصال 1914ء

حضرت سیدہ بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کے مزار پر چھت نہ تھی عزیزم حاجی محمد جمیل نقشبندی نے اظہار عقیدت کرتے ہوئے آپ کے مزار پر چھت ڈلوائی ہے۔

مدیم افتخار قادری

Marfat.com

اظہارِ عقیدت

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

سیّدی و مرشدی

قبلہ و کعبہ سید مقبول محی الدین گیلانی قادری کیتھلی دامت برکاتہم العالیہ

محبوب الاولیاء

دربار عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خاں

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے وہ اتنا ہی خاموش ہے

عدیم افتخار قادری

16-اکتوبر 2001ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

دین اسلام کی تبلیغ و تشہیر کے سلسلے میں بزرگان حق و صداقت نے جو بے مثال، باکمال اور روح پرور کردار ادا کیا وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں بلکہ روزِ روشن کی طرح تابناک بھی ہے اور کہکشاں کی مانند لاجواب بھی۔ ان رہنماؤں نے اللہ ہُو کے ورد کو ہر سُو عرقِ گلاب کی خوشبو کی طرح پھیلایا۔ ان کے لئے جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ ان بزرگ ہستیوں کے ایک حقیقی پیروکار جناب حاجی محمد جمیل نقشبندی جنہوں نے عہد شباب ہی میں بزرگانِ دین سے ایسا ناطہ قائم کرلیا جو تسلسل کے ساتھ اب ان کے دورِ سفید ریشی میں بھی بڑے انہماک کے ساتھ جزوِ حیات بن چکا ہے۔ سبحان اللہ۔ کتاب ''مصباح الحقیقت'' حاجی محمد جمیل نقشبندی بن میاں محمد شفیق، بن علی محمد، بن میاں گہنا بن ماہی رحمہم اللہ تعالیٰ دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے لختِ جگر حاجی محمد طیب ناشر کے زیرِ اہتمام شائع کروائی۔ حاجی محمد طیب کے فرزندان محمد حامد اور محمد محمود کی اللہ عزوجل عمر دراز فرمائے۔

عزیزم حضرت علامہ حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب صالح شخصیت کے مالک ہیں۔ راقم الحروف سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ بقول حاجی جمیل نقشبندی صاحب کے 43 برس سے انہیں مولوی محمد باقر نقشبندی کی تصنیف لطیف ''مصباح الحقیقت'' کی تلاش تھی۔ کتاب چونکہ دو حصوں پر مشتمل ہے جس کا پہلا حصہ الحمدللہ احقر کے پاس تھا اور 1905ء کے بعد اب 16-اکتوبر 2011ء میں دوبارہ منظر عام میں لانے کے لئے حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب نے اہتمام فرمایا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عدیم افتخار قادری

16-اکتوبر 2011ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

ہدیۂ تبریک

درویش افتخار احمد راجہ رحمۃ اللہ علیہ 1944ء کو سُجان پور انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم راجہ محمد اسلام رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت مہر دین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت مہر دین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار سُجان پور میں ہے۔ حضرت مہر دین رحمۃ اللہ علیہ مجذوب بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت مہر دین رحمۃ اللہ علیہ تارک الدنیا تھے۔ حضرت درویش افتخار احمد راجہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق راجپوت گھرانے سے تھا۔ درویش افتخار احمد راجہ کے اباؤ اجداد کا پیشہ سنار تھا۔ آپؒ شاعر بھی تھے اور ادیب بھی۔ آپ کا قصیدہ شاعر ساجد انبالوی نے نہایت عاجزی سے پیش کیا جسے والد بزرگوار نے مسکراتے ہوئے قبول فرمایا۔ آپ نہایت سخی، ہمدرد اور فیاض ہستی کے مالک تھے۔ آپ کی اولاد میں چار بیٹے ندیم افتخار، وسیم افتخار، عدیم افتخار، فہیم افتخار اور تین بیٹیاں ہیں۔ والد بزرگوار کی محفل میں اشفاق احمد، احمد ندیم قاسمی، امجد اسلام امجد، واصف علی واصف رحمۃ اللہ علیہ و دیگر ادیب حضرات شامل ہوتے تھے۔

درویش افتخار احمد راجہ حضرت داتا علی ہجویری، حضرت میاں میر قادری، حضرت سخی مادھو لال حسین قادری، حضرت ایشاں رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے مزارات پر کثرت سے حاضری دیتے تھے۔ درویش افتخار احمد راجہ کی زوجہ کا مزار پُر انوار ان کی وصیت کے مطابق حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کے قبرستان ''نتھا پاک'' میں واقع ہے۔ حضرت بابا پیر صادق سائیں، حضرت سلامت علی المعروف چھتری والی سرکار، حضرت پیر دیول شریف، حضرت بابا فیروز سائیں، بابا عبدالرحمٰن مجذوب رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگ حضرات والد بزرگوار سے والہانہ عقیدت و احترام رکھتے تھے۔ آپ کا وصال 11 دسمبر 1984ء کو ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار ضرار شہید روڈ پر غوثیہ کالونی سے منسلک قبرستان میں واقع ہے۔

Marfat.com

درویش افتخار راجہ رحمۃ اللہ علیہ

قدم قدم ہو گئی ہے ساقی وہ لغزشِ انقلاب پیدا
جہاں چھلک جائے جام اپنا ہزار ہوں آفتاب پیدا

بہار قدموں پہ سر جھکائے حسین غنچے سلام بھیجیں
تجلیاں آپ در پہ آئیں نگاہ میں کر کے تاب پیدا

جو قرب و دوری کے درمیاں ہے وہ اک تعلق بڑا حسیں ہے
ورائے حد وصال ہوتا ہے عالم صد حجاب پیدا

ہزار ہا منزلوں نے بڑھ کر ہمارے نقشِ قدم کو چوما
جدھر جدھر سے گزر گئے ہم ہوا نہ اپنا جواب پیدا

کبھی کبھی شام غم نے بخشی ہے زندگی کو عجیب مستی
کبھی کبھی آنسوؤں نے چھپ کر کیا ہے کیف شراب پیدا

(ماخوذ از سوچ رُت، 1984، ادارہ علم وفن پاکستان، کھاریاں)

مولوی محمد باقر دھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

مولوی محمد باقر نقشبندی مجددی شہر جہلم کے نواحی گاؤں دھڑیال کے رہنے والے تھے۔ صوفی منش اور نیک سیرت انسان تھے۔ اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں رہائش تھی۔ لاہور کے علماء صلحا میں ان کا ایک ممتاز مقام تھا۔ آپ حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ کو مجالس خاص و عام میں نشست و برخاست کا شرف حاصل تھا۔

Marfat.com

آپ کی تصانیف

(۱) مصباح الحقیقت:

یہ رسالہ ایک مقدمہ چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

باب اول: شیخ کامل کی ضرورت کے بیان میں۔

باب دوم: طریقہ نقشبندیہ کے اصول اور شرائط اور فضیلت کے بیان میں۔

باب سوم: لطائف کے بیان میں۔

باب چہارم: ولایت صغریٰ کے بیان میں۔

خاتمہ: حضرت قبلہ صاحب قلبی و روحی فداہ کے بعض حالات کے بیان میں یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ دستیاب ہے اور دوسرا حصہ ناپید ہے جس کی تلاش جاری ہے۔

(۲) نسیم سحر یفی دیوانِ حافظ:

اسی صفحہ کی اس کتاب میں دیوانِ حافظ کی ابتدائی ۳۵ ترتیب وار غزلیات کی پنجابی جو مطرعہ نظم میں بالکل جدید اور موثر شرح جو رونق اعراس اور شگفتگی انفاس ہے درج ہے۔ (ومصنفہ مولوی محمد باقر نقشبندی مجددی)۔

(۳) مولانا ابوسعید محمد باقر دھڑیالوی:

نے کتب خانہ محمدی بھاٹی دروازہ لاہور میں قائم کیا ہوا تھا۔ اس کتب خانہ سے بڑی بڑی عمدہ کتابیں چھپ کر منظرِ عام پر آئیں۔ ان نوادر میں سے ایک مثنوی یکتا معروف بہ قصہ ہیر رانجھا (فارسی) تصنیف نواب احمد یار خان یکتا مرحوم متوفی ۱۱۷۴ھ مثنوی یکتا کا سن طباعت ۱۳۲۷ھ ہے۔ اس کتاب کا دیباچہ پیش خدمت ہے۔

الحمد اولیہ والصلوٰۃ نبیم۔ اما بعد احمد محمد الدین بخدمت نکتہ شناساں علم و ہنر عرض

Marfat.com

می نماید کہ قصہ دلربا وبیانِ عبرت افزا وآئینۂ عشق نما یعنی قصہ ہیر و رانجھا مصنفہ سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ قبل ازیں بزبانِ پنجابی از سعی ناچیز ایں فقیر حقیر دو سہ بار بمعہ حل الفاظِ مشکلہ مطبع شدہ مقبول عالم گروید۔ لیکن ذائقہ چستانِ زبانِ فارسی از بے بہرے بودند۔ ہرگاہ کہ ایں تصنیف لطیف نسخۂ قلمی مثنوی یکتا یعنی قصۂ ہیر رانجھا فارسی از تصنیفات نواب احمد یار خان یکتا (کہ یکے از شہزادگانِ دہلی مے بود واز بادۂ عرفان سرشار) از عزیزے مخلصے مرا رسید بحکم ''کلام الملوک ملوک الکلام'' بس غنیمت دانستم وخواستم کہ ایں درِ یکتا را از عدم بوجود واز طاقِ نسیاں بمنصۂ ظہور مے آرم تا زباندانانِ فارسی نفر مانید۔

ع گر قبول افتد زہے عز وشرف

(احقر ابوسعید محمد الدین دھڑیالوی)

بقول پروفیسر محمد اقبال مجددی۔ محمد باقر دھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال لاہور میں ہوا۔

Marfat.com

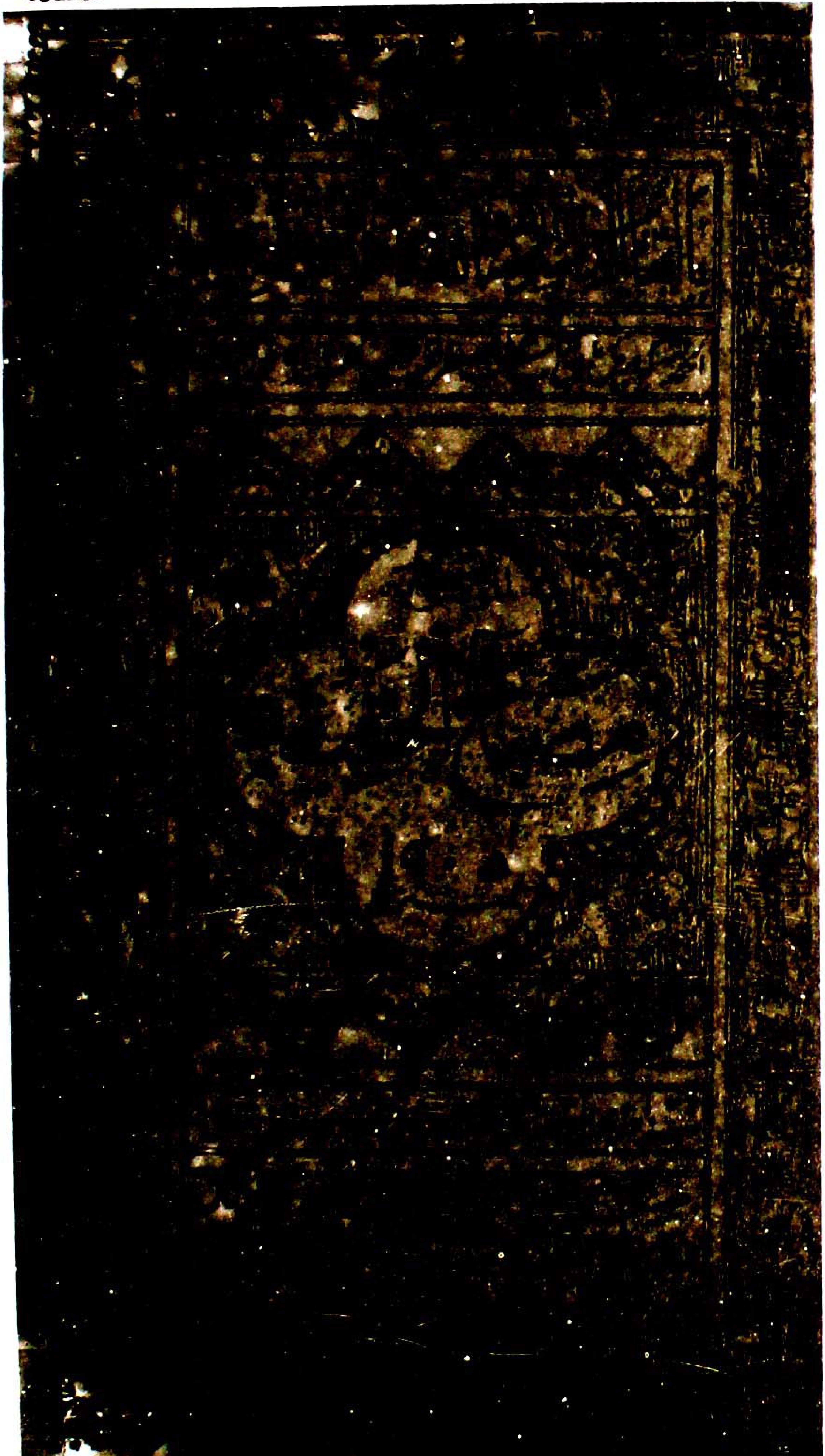

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین المراقبین بانوار الافکار واملا السنة الذاکرین بلذات الاذکار وفلق لهم صبح انواره۔ واطلع علیهم شمس اسراره ورفع عنهم الحجب وجذبهم الی دار فردانیته وادناهم واکرمهم والصلوۃ والسلام علی اکمل موجوداته سیدنا محمد و علی اله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الرحمین۔

امابعد! خادم العلماء والفقراء احقر محمد باقر نقشبندی مجددی المیر جانی مشربا حنفی مذہبا ڈیریالوی موطنا عفا اللہ عنہ عرض پرواز ہے۔ کہ مجھے مدت سے کسی درویش کامل خدا رسیدہ کی ملاقات کا شوق رہا تاکہ اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے فیض باطنی حاصل کروں۔ مگر کسی پر دل مطمئن نہ ہوا اور نہ کسی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اتفاق سے ایک دن جو میں بیمار ہوا اور مرض دوا سے لاچار ہوا اور بہت گھبرایا تو میرے مکرم معظم دوست مہربان سید ولی شاہ صاحب تشریف لائے اور حال دریافت کیا تو میں نے اپنی بیماری کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ زیارت حضرت ایشاں صاحب نیچہ میں چلو۔ انشاء اللہ بالکل اچھے ہو جاؤ گے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شالامار باغ کے رستہ میں بیگم پورہ کے پاس ہے اور وہاں جناب قبلہ حضرت سید میر جان شاہ صاحب روحی وقلبی فداہ رونق پذیر ہیں اور خوب سرسبز اور بارونق جگہ ہے چنانچہ اسی وقت رات وہ اپنے ہمراہ گاڑی پر سوار کر کے وہاں لے گئے۔ مگر اس دن جناب قبلہ وہاں تشریف نہ رکھتے تھے۔ شاید امرتسر تشریف لے گئے ہوئے تھے رات وہاں رہا۔ صبح میری کچھ طبیعت درست ہوگئی اور دو وار کا دورہ جاتا رہا اور کھانا کھا کر انہیں کے ساتھ شہر چلا آیا۔ پھر چند روز تک نہ گیا۔ اتنے میں حضرت قبلہ امرتسر سے تشریف لائے اور سید ولی شاہ صاحب نے مجھے کہا کہ چلو اب حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ہو لیا۔

Marfat.com

جب عصر کے وقت وہاں پہنچے تو آپ مسجد کے صحن میں مصلے پر بیٹھے تھے۔ دیکھتے ہی کچھ ایسا رُعب اور دبدبہ معلوم ہوا کہ میں کچھ بول نہ سکا۔ صرف سلام عرض کرنے کے بعد مصافحہ کر کے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے سید ولی شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ مولوی ہیں اور میرے دوست ہیں۔ یہ صرف آپ کی ملاقات کو آئے ہیں اور اعتقاد میں اچھے ہیں۔ پھر جب مغرب کی نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھنے لگے۔ تو مجھے فرمایا کہ آؤ تم بھی پڑھو۔ چنانچہ میں بھی ختم میں شریک ہوا اور اس وقت دل کو کچھ اطمینان اور تسلی معلوم ہوئی اور حضرت قبلہ پر اعتقاد قوی ہو گیا۔ اول اول تو مہینے میں دو بار یا تین بار حاضر خدمت ہوتا تھا۔ پھر قریباً ہر روز رات کو وہاں حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ ایک دن مغرب کی نماز کے بعد آپ کی طبیعت کچھ ناساز معلوم ہوئی جس کے سبب آپ مسجد کے صحن میں درخت توت کے نیچے استراحت فرما ہوئے سائیں کامل الدین صاحب جو حضرت کے پرانے خدمتگاروں اور مریدوں میں سے تھے آپ کے پاؤں دبانے لگے اور میں بھی دبانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ کو آرام ہوا تو آپ اُٹھے اور میری طرف توجہ فرما کر پوچھا کہ تم نے کہیں کسی کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے کہ نہیں۔ میں نے عرض کی کہ اب تک تو متلاشی رہا ہوں آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں ہدایت کا مادہ تو موجود ہے۔ اگر کہیں بیعت کرو گے تو خداوند تعالیٰ اس کو ظاہر کرے گا اور لوگ فیضیاب ہوں گے اس روز سے کچھ مجھے زیادہ اطمینان ہوا اور خیال آیا کہ میں کیوں اپنی عمر عزیز کو آوارہ گردی میں ضائع کرتا ہوں۔ کیوں نہ خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر نجات ابدی حاصل کروں۔ چنانچہ چند روز کے بعد حضرت قبلہ روحی وقلبی فداہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ آپ مجھے کچھ پڑھنے کے لئے فرماویں تاکہ کچھ اللہ اللہ کرتا رہوں اور فیض حاصل کروں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا شکر ہے کہ تجھے بھی کچھ خیال خداوند کریم کا آیا اور عمر ناپائیدار کی قدر کی۔ پھر فرمایا کہ کلمہ تمجید جس قدر تم سے ہو سکے بلحاظ معنے پڑھا کرتا کہ

Marfat.com

گناہوں کی تاریکی دور ہو اور دل پُر نور ہو۔ چنانچہ اسی روز سے پڑھنا شروع کیا۔ چند روز کے بعد اور بھی اشتیاق اور ذوق زیادہ ہوا۔ پھر قریباً چھ مہینے کے بعد میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ مجھے سلسلہ مبارک میں داخل فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی نہیں پہلے استخارہ کر۔ اگر کچھ تمہیں معلوم ہوا کہ فیض یہاں سے ہوگا تو بیعت کرنا ورنہ جہاں تمہاری قسمت ہوگی وہاں جانا۔ چنانچہ آپ کے فرمودہ کے بموجب جب میں نے استخارہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرسبز درخت کے نیچے ایک بزرگ خوش شکل وجیہ بارعب بیٹھے ہیں اور میں ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ یہ الفاظ مستی کی حالت میں بلند آواز سے کہہ رہا ہوں (بیشک انت رسول اللہ ﷺ) اس فقرہ کو کئی بار میں نے کہا اور کچھ ایسا لُطف معلوم ہوا کہ جس کو میں اب تک نہیں بھول سکتا۔ صبح اُٹھ کر عرض کی تو فرمایا اچھا تم کو چاند چڑھے کی پہلی جمعرات کو بیعت کریں گے۔ اس یوم معہود کا منتظر رہا۔ جب وہ دن آیا تو صبح ختم شریف پڑھنے کے بعد جب چائے پی کر سب لوگ ادھر ادھر چلے گئے تو میں نے عرض کی کہ آج وہ دن ہے کہ جس میں آپ نے بیعت کرنے کو فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا وضو کر۔ میں نے وضو کیا اور آپ نے بھی تازہ وضو کیا اور دو رکعت نفل آپ نے پڑھے اور مجھے بھی پڑھنے کو فرمایا۔ جب فارغ ہو چکے تو اپنے سامنے بٹھا کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل فرمایا اور طریق ذکر اسم ذات مفصل بیان فرمایا جس کو اسی رسالہ میں مفصل عرض کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے نصیحت فرمائی کہ خلوت اختیار کر اور عام لوگوں سے کنارہ۔ تاکہ خیالات فاسدہ دل پر نہ آویں اور غفلت دور ہو اور توجہ الی اللہ اور حضور پیدا ہو۔ آپ کے فرمودہ کے بموجب حتی المقدور ایسا رہنے لگا اور ذکر بکثرت کرنے لگا۔ ایک روز حسب معمول جب شہر سے دس بجے کے قریب حضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نئے مکان کے قریب مسجد کے باہر سب ارادتمندوں میں بیٹھ کر چائے نوش فرما رہے تھے۔ جس کو صرف درویشوں اور آنے جانے والے مسافروں کے آرام کے لئے بنوانا شروع کیا ہوا تھا اور اس کا انتظام (مرزا غلام محمد

Marfat.com

صاحب جو آپ کے پُرانے معتقدوں میں سے ہیں) سپرد کیا ہوا تھا، آ کر دست بوسی کی اور بیٹھ گیا اور چائے پینے لگا تو آپ نے پوچھا کہ تم کو اس لطیفہ قلب کا فیض بھی کچھ معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضرت آپ کی توجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ عیاناً یا وجداناً۔ میں نے عرض کی کہ وجداناً۔ تو آپ نے فرمایا الحمد للہ پھر اس کے چھ مہینے بعد آپ کا ارادہ کشمیر جانے کا ہوا۔ چنانچہ آپ براہ جموں کشمیر تشریف لے گئے اور زیارت سہ ریشی بابا میں جہاں آپ نے ایک مسجد اور دو حجرے بنوائے ہوئے تھے اور بالکل جنگل اور غیر آباد جگہ ہے اور صرف ایک ریشی جو وہاں رہتا ہے اقامت پذیر ہوئے۔ دو مہینے کے بعد میں بھی حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور اسی زیارت شریف میں حضرت کی خدمت میں رہا اور دو ماہ میں پانچوں لطایف کی سَیر کی جن کو آگے چل کر بیان کروں گا خدمت سے رخصت ہوتے وقت آپ نے فرمایا کہ اب مزارات پر جایا کر اور فیض کا لطف اٹھایا کر۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ تم کو وہاں لاہور میں بھی یہاں سے سبق دیا کروں گا۔ چنانچہ لطیفہ نفس کا سبق آپ نے بذریعہ خط و توجہ وہاں سے ہی دیا۔ باقی حالات اسی رسالہ میں بعض بعض مقام پر لکھوں گا تا کہ طالبانِ حق کو لطف معلوم ہو اور فیض حاصل کریں۔ غرض کہ حضرت قبلہ نے مراقبات کے بعد حضرت سید محمود مرحوم کے عرس کے روز ختم شریف کے بعد سب لوگوں کے سامنے مجھے اجازت سلسلہ میں داخل کرنے کی فرمائی اور ایک جُبہ پہنایا اور فاتحہ پڑھا اور دعائے خیر فرمائی اور اس کے چند روز بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو جو حالات تم کو اس سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد معلوم ہوئے ہیں۔ اس کو عام فہم اُردو میں قلمبند کیا کرتا کہ لوگوں کو شوق اور ذوق خداوند تعالیٰ کی معرفت کا زیادہ ہو۔ چنانچہ انہیں دنوں میں مَیں نے کچھ لکھا اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور سنایا۔ آپ نے سُن کر دعا دی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ اس کار خیر کو پورا کرے۔ اسی واسطے آپ کے فرمودہ کے بموجب اس رسالہ کو میں نے لکھا اور مصباح الحقیقة اس کا نام رکھا اور اس کو ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر

Marfat.com

مرتب کیا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ یارانِ طریقت میری سہو وخطا کو عفو کے دامن سے چھپائیں گے اور اس کے پڑھنے سے حظ وافر اُٹھا کر اس خاکسار کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔

مقدمہ علم تصوف کی تعریف اور فائدہ اور موضوع وغیرہ کے بیان میں:

جاننا چاہیے کہ تصوف وہ علم ہے کہ جس سے نفس کے حالات اچھے اور بُرے معلوم ہوتے ہیں اور جس سے نفس کے عیوب اور صفات مذمومہ اور اندرونی خباثتوں اور پلیدیوں سے پاک ہونا اور صفات حمیدہ اور اخلاق سعیدہ کا حاصل کرنا اور خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور تقرب الی اللہ پیدا کرنا اور اس کی طرف جانے کی کیفیت اور پہنچنے کا طریق معلوم ہوتا ہے اور اس سے غرض اور فائدہ آخرت میں نجات اور خوشنودی خداوند تعالیٰ میں کامیابی اور سعادت ابدی کا حاصل کرتا ہوا کرتا ہے اور اس کا موضوع قلب یعنی دل ہے کیونکہ خطرات اور وساوس اور خیالات اچھے یا بُرے اور اعتقاد صحیح یا فاسد اس کو ہی عارض ہوا کرتے ہیں اور ان کی ہی بحث اس میں کی جاتی ہے اور انہیں کے احکام کو مسائل تصوف کہتے ہیں۔ جیسے طب کا موضوع بدن انسان ہے اور اس میں بدن کی صحت وسقم کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس علم میں بھی دل کی صحت اور سقم کا حال بیان کیا جاتا ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ علم باطن یعنی تصوف ایسا شریف اور عمدہ ہے کہ اس کو صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور علماء وصلحاء نے اختیار کیا اور اسی کی خاطر خداوند کریم نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کے دلوں کی بیماری کا علاج کریں اور اس علم کو خداوند تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فقہ، علم، ضیاء، نور، ھدی، رشد کے نام سے ذکر فرمایا اور یہ علم قرآن اور حدیث سے نصاً، تصریحاً، تلویحاً، اشارۃً وغیرہ دلالتوں کے اقسام سے مستنبط ہوتا ہے اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم باطن مقربوں کے یقین کا علم ہے۔ جس کا فائدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے کامیاب ہونا اور سعادت ابدی کا پانا اور نفس کا تزکیہ کرنا اور دل کو صفا

Marfat.com

اور روشن آئینے کی طرح ایسا کرنا کہ اس کے نور سے بڑے بڑے امور منکشف اور عجیب عجیب حالات معلوم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور دنیا و آخرت کے پیدا کرنے کی حکمت اور نبی نبوت، وحی، ملائکہ، شیاطین کے معنوں کی حقیقت وغیرہ جاننا ہوا کرتا ہے۔

پہلا باب

شیخ کامل کی ضرورت کے بیان میں:

جاننا چاہیے کہ علم باطن کے جاننے والے کو عالم ربانی کہتے ہیں کیونکہ وہ معرفت الٰہیہ کا طریق سکھلاتا ہے جو کہ دلوں کی بیماری کو دور کرنے کا ایک عجیب نسخہ ہے جو تاثیر میں حکم اکسیر کا رکھتا ہے۔ جس نے اس نسخہ کو پایا اس نے کلی حاصل کی اس لئے ہر ایک طالب حق پر واجب ہے کہ تصحیح عقائد اور مسائل جزئیات فقیہہ کے بعد کسی شیخ کامل خدا رسیدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرے اور تلقین پا کر ذکر و شغل پر مواظبت کرے کیونکہ معرفت اور محبت اور مرتبہ احسان ان تعبد ربک کانک تراہ اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے حاصل تھا اور غلبۂ محبت اور دلوں کا تصفیہ اور خواہشات نفس کا چھوڑنا کما حقہ اُن میں پایا جاتا تھا اور زمانۂ نبوت کے بعد صوفیاء کرام نے ان درجات کے حصول کے لئے اذکار اور مراقبات مقرر فرمائے ہیں تاکہ تابعداری شریعت اور توجہ الی اللہ کما ینبغی حاصل ہو اور جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے اکسیر کا کام کیا۔ اسی طرح شیخ کامل (جو اتباع شریعت نبویہ میں ثابت قدم ہو) کی صحبت بھی حکم اکسیر کا رکھتی ہے۔ کیونکہ نجاست معنوی اور اندرونی پلیدی کو دور کرنا اور نماز اور باقی عبادات میں حضور اور خشوع بمرتبہ احسان ان تعبد ربک کانک تراہ ہونا شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور سلوک پورا کرنے کے بغیر حاصل ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ وہ ان بیماریوں کے علاج کرنے میں ماہر اور تجربہ کار ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ کوئی بدخلق یا فاجر اور فاسق اخلاق حمیدہ اور وعظ کی کتابیں یاد کر لے تو

Marfat.com

بھی اس کو شیخ کامل کی تربیت کی سخت ضرورت ہے تاکہ اس کو نفس امارہ کی رعونیت اور پوشیدہ سرکشی سے بچاوے۔ جیسا کہ اکثر علماء اور فقہاء میں تجربہ اور مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ جیسے کسی نے طب کی کتابیں یاد کرلیں اور مطب میں بیٹھ کر تجربہ نہ کیا۔ اس کو اگر کوئی تدریس کرتے سنے گا تو سمجھے گا کہ بڑا طبیب ہے اور جب کسی مریض کو اس کے سامنے لا کر تشخیص مرض اور اس کا علاج دریافت کرے گا تو کہے گا کہ بڑا جاہل ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ امراض باطن کا علاج کرنا بہت ضروری اور واجب ہے۔ کیونکہ آیات اور احادیث ان امراض کے دور کرنے پر گواہی دیتی ہیں اور بتلاتی ہیں کہ اگر یہ اندرونی بیماریاں تم میں موجود ہوں گی تو تم کو سخت عذاب ہوگا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ جس نے عالم ربانی (جو کہ ان بیماریوں کا علاج کنندہ ہے) کی خدمت میں رہ کر صحت حاصل نہ کی یا ایسے حکیم کا ہی طالب نہ ہوا تو وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا نافرمان ٹھہرا۔ کیونکہ اس نے آیات اور احادیث کے برخلاف عمل کیا۔ اس لئے واجب ہوا کہ شیخ کامل خدا رسیدہ کی تلاش کی جاوے۔ جو دیانت، صیانت، امانت، رحمت، حلم، تقویٰ سے موصوف ہو اور بدعت، خیانت، افعال نامشروعہ سے محترز ہو اور اس کا طریق موافق کتاب وسنت وافعال صحابہ ومشائخ کرام ہو۔ کیونکہ جب آدمی خود بخود عمل نیک کرنے لگتا ہے تو اکثر شیطان لعین اس پر غالب ہو کر خیالات فاسدہ اور افکار کاسدہ اس کے دل پر ڈالتا ہے جس سے آدمی گمراہ اور متکبر ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو صاحب حال سمجھتا ہے جو کہ تقرب الی اللہ کی بجائے خداوند تعالیٰ سے کوسوں دور ہو جاتا ہے اور شیخ کامل اس کو خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے دستیاب ہو اور مل جائے۔ (اس مراتب سے بچاتا ہے اور اس کی صحبت سے احسان کے حالات اس کے دل پر وارد ہوتے ہیں اور محبت اور معرفت اور تقرب الی اللہ اسے حاصل ہوتا ہے پس جب شیخ موصوف کسی کو خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے) تو اس کی صحبت کو اکسیر سمجھے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے تلقین ذکر حاصل کرے اور سلسلے میں داخل ہو۔ کیونکہ سلسلے میں داخل ہونے سے

Marfat.com

اس کو ایک تعلق اور رابطہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خداوند تعالیٰ تک مشائخ کرام کے ذریعہ سے پیدا ہو جائے گا۔ یعنی جن دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ارتباط خداوند کریم تک پہنچا ہوا ہے۔ اس میں یہ بھی داخل ہو گیا اور جو شخص مشائخ کے کسی سلسلہ میں داخل نہیں ہوتا وہ ان سے نہیں گنا جاتا بلکہ اس کی کلام کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور بیعت کرنے کے بعد بموجب الطریقة کلھا ادب کے شیخ کی خدمت میں رہ کر آداب بجالاوے اور اس کے حکم کو دل و جان سے قبول کرے بلکہ منتظر فرمان رہے اور جو کچھ فرماوے اس کو کالوحی المنزل جانے اور اپنے مال و جان کو شیخ کے سپرد کرے اور اپنے آپ کو کالمیة بین یدی الغسال خیال کرے اور کبھی کوئی اعتراض شیخ کے قول یا فعل پر نہ کرے اور اس کی عزت و حرمت کو نگاہ رکھے حاضر ہو خواہ غائب، زندہ ہو خواہ نہ ہو اور اس کی صحبت سے ہمیشہ فیضیاب ہوتا رہے۔ کیونکہ شیخ کی صحبت مرید کو انقلاب سے بچاتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے اور عبادت اور ریاضت کی طرف اشتیاق پیدا کرتی ہے اور چونکہ مومن اور نیک آدمی اپنے بھائی کا شیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے آدمی اپنے عیبوں اور برائیوں کو دیکھ کر ان کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ بن جاتا ہے اور چونکہ (الطبع یسرق من الطبع) طبیعتیں ایک دوسرے کی چور ہوتی ہیں۔ اس لئے دلوں کا علم شیخ کامل کی صحبت سے حاصل کیا جاتا ہے اور چونکہ بموجب (المرأ علی دین خلیله) کے آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی مانند ہو جاتا ہے۔

دوسرا باب

طریقہ نقشبندیہ کے اصول اور شرائط اور فضیلت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ طریقہ علیہ نقشبندیہ کا مدار صحبت شیخ کامل پر ہے۔ کیونکہ جس طرح صحابہ کرام کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مرتبہ احسان (ان تعبد ربک کانک تراہ) حاصل تھا۔ جس سے ہمیشہ ان کو حضور اور آگاہی اور اطمینان ہوا کرتا تھا۔ اسی

Marfat.com

طرح شیخ کامل کی صحبت سے بھی حضور اور آ گاہی (اگرچہ صحابہ کرام کی حضور اور آ گاہی سے کم ہو) حاصل ہوا کرتی ہے۔ مگر متابعت سنت نبویہ اور اجتناب بدعت نا مرضیہ سے ضرور ہے ورنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اسی لئے اس طریقہ علیہ کے اصول یہ مقرر کئے گئے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ کو مضبوط پکڑنا۔ منہیات کو ترک کرنا۔ اوامر بجا لانا۔ دوام مراقبہ۔ خداوند تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا۔ دنیا کے زخارف بلکہ ماسوائے اللہ سے اعراض کرنا بلکہ حضور حاصل کرنا۔ خلوت درانجمن (کہ جس میں علوم دین کا افادہ اور استفادہ ہو) اختیار کرنا عوام مومنوں کے لباس میں ملبوس ہونا۔ اخفاء ذکر کرنا، حفظ انفاس یہاں تک کرنا کہ کوئی نفس بھی خداوند کریم کی یاد سے غافل نہ ہو۔ متخلق باخلاق بھی ہونا تاکہ مرتبہ احسان کما ینبغی حاصل ہو اور اس کی شرائط یہ ہیں۔ اعتقاد صحیح، سچی توبہ، حق والوں کا حق ادا کرنا اور مخالفوں اور دشمنوں کو راضی کرنا اور موافق شریعت فرائض وسنن و نوافل بجا لانا اور تمام منہیات اور بدعات اور مذمومات سے پرہیز کرنا اور صحبت شیخ اختیار کرنا اور ضبط اوقات بالا و راد والحضور کرنا اور نفس کو ہمیشہ اس کی خواہشات سے روکنا۔ تاکہ حضور اور آ گاہی کا ملکہ حاصل ہو اور یہ طریقہ علیہ نقشبندیہ (جو کہ بعینہ طریق صحابہ کرام ہے) خداوند تعالیٰ نے حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کو ان کے بارہ روز تک سجدہ میں سر رکھ کر دعا اور تضرع کرنے کے بعد عطا فرمایا جو کہ بہت ہی آسان اور جلد تر پہنچانے والا ہے۔ جس میں ہمیشہ توجہ بقلب اور کثرت ذکر بحضور تمام اور نوافل وعبادات میں توسط پایا جاتا ہے۔ اس طریقہ علیہ کے سلسلہ میں داخل ہو کر سلوک باطن کرنا اچھا ہے کیونکہ اس طریق کے اکابر کے تصرفات میں سے ہے کہ طالبانِ حق کے دلوں میں توجہ فرما کر ذکر جاری کرتے ہیں اور اطمینان اور تسلی القا فرماتے ہیں اور ایک حال سے دوسرے حال اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

Marfat.com

اور اس طریق میں جذبہ کا القا مرید کے دل پر سلوک سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ اتباع سنت اور بدعت سے پرہیز اور رذیل باتوں سے کنارہ اور عمدہ اخلاق سے مزین ہوتا اس میں اول ہی اول پایا جاتا ہے اور جو شخص ان امور سے موصوف ہوگا وہ بہت ہی جلد خداوند تعالیٰ کی معرفت کو پہنچے گا۔ اسی واسطے کہا کرتے ہیں کہ طریقہ علیہ نقشبندیہ کی ہدایت باقی طریقوں کی نہایت ہے اور اس طریق میں پہلا قدم ذکر قلب ہے جو دوسرے طریقوں میں ذکر کے مراتب سے دوسرا مرتبہ ہے اور اس طریق کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں القا فرمایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: (ماصب اللہ فی صدری شیئا الا وصبتہ فی صدر ابی بکر) یعنی جو کچھ خداوند تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا۔ میں نے اس کو ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا جس سے ہمیشہ حضور مع اللہ اور عبودیت اور جذبۂ محبت ذاتیہ اور اتباع رسول ﷺ اور اجتناب از بدعت اُن میں پایا جاتا تھا اور اس طریق میں زیادہ بھوک اور بیداری نہیں ہوا کرتی بلکہ ہر ایک کام میں اعتدال پایا جاتا ہے اور بموجب آیۃ کریمہ (رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ) ہمیشہ خلوت در انجمن کو ملحوظ رکھا جاتا ہے یعنی مجلس میں بیٹھ کر باخدا ہونا اور خداوند تعالیٰ کی یاد کو نہ چھوڑنا۔ انہی میں پایا جاتا ہے جو حیات ابدی کا مرتبہ رکھتا ہے اور چونکہ اس طریقہ علیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خداوند تعالیٰ کی عنایات بے غایات سے اور بھی کمال پیدا کیا اور ان کو مقامات عالیہ مکشوف ہوئی جس سے انہوں نے اس طریق کو واضح اور روشن کر دیا اور طالبان حق کو اس طریق پر چلا کر بمرتبہ کمال کو پہنچایا۔ جس سے اُن کو فیض اور تجلیات اور کشف و کرامات اور مقامات عالیہ حاصل ہوئے اور اس احقر نے بھی حضرت قبلہ شاہ صاحب روحی وقلبی فداہ کی خدمت بابرکت میں رہ کر اسی طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ کو حاصل کیا اس لئے اب یہاں سے سلوک مقامات نقشبندیہ مجددیہ لکھتا ہوں تاکہ اصحاب شوق و ارباب ذوق خط وافر اٹھاویں اور اس عاصی شرمسار کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

Marfat.com

تیسرا باب

لطائف کے بیان میں:

جاننا چاہیے کہ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور آپ کے تابعداروں نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ انسان دس لطائف سے مرکب ہے جن میں پانچ یعنی قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں جو امر کن سے ظاہر ہوا ہے اور پانچ یعنی نفس اور اربعہ عناصر عالم خلق سے ہیں۔ جو بتدریج پیدا ہوا ہے۔ تحت الثریٰ سے لے کر عرش تک عالم خلق ہے اور اس سے اوپر عالم امر اور دائرہ امکان ان دونوں کو شامل ہے جو ہر ایک سالک کو پہلے مکشوف ہوا کرتا ہے اور عالم امر کی سیر کو سیر انفسی کہتے ہیں۔ جس میں سالک انوار اور تجلیات اپنے باطن میں دیکھتا ہے اور عالم خلق کی سیر کو سیر آفاقی کہتے ہیں۔ جس میں ساک مختلف رنگوں کے انوار اپنے باطن سے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔ صورت دائرہ امکان یہ ہے:

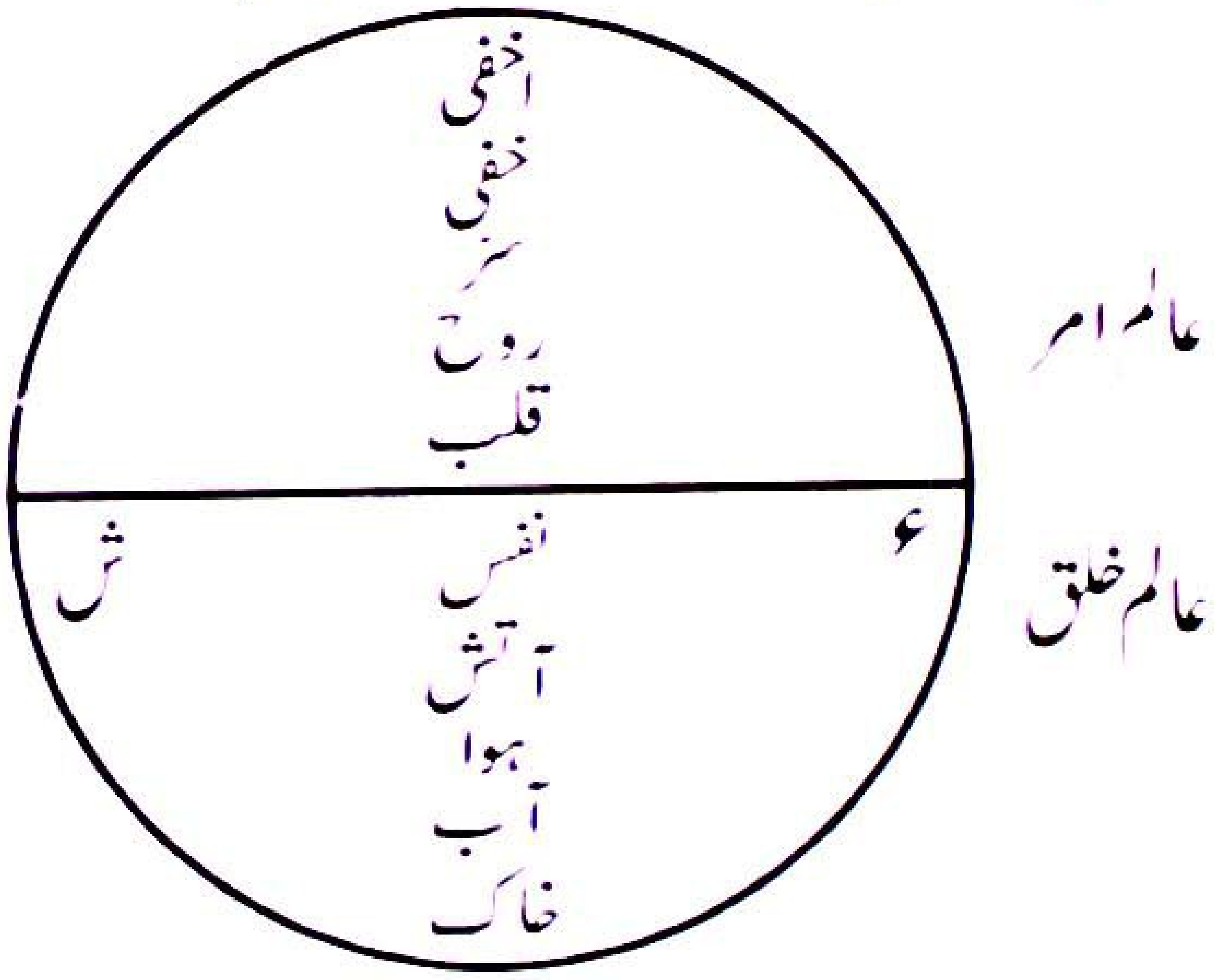

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جب خداوند تبارک وتعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنا چاہا تو عالم امر کے پانچ لطائف کو عالم خلق کے پانچ لطیفوں سے مرکب کر کے اس ہیئت جسمانی انسانی کو ظاہر کیا۔ اس لئے عالم امر کے جو لطیفے کہ مصفا اور مجلا تھے وہ عالم خلق کے لطیفوں کی صحبت اور ہمنشینی سے مکدر اور میلے ہو گئے اور جو حضور اور توجہ الی اللہ ان میں پہلے پایا جاتا تھا وہ ان ہمنشینوں کی ظلمت اور سیاہی سے جاتا رہا یا جس طرح مروارید کیچڑ میں پڑ جاتا ہے اور آلودہ ہو کر خراب ہو جاتا ہے اور نور اور روشنی اور چمک اس کی معلوم نہیں ہوتی اسی طرح ان

Marfat.com

کی چمک اور روشنی بھی محسوس نہیں ہوتی اور چونکہ انسان ان لطائف اور اپنی اصل کو کہ محض انوار مجردہ سے ہیں بھول کر اس ہیئت جسمانی اور ظلمانی میں مشغول ہو گیا ہے اس لئے سالک کو چاہیے کہ اول تصفیہ عالم امر کے لطائف کا ذکر قلبی اور مراقبہ احدیث صرفہ سے کرے تاکہ ان کی کدورت دور ہو کر صفائی پیدا ہو اور حضور مع اللہ جو پہلے اس کو تھا حاصل ہو اور اپنی اصل کی طرف عروج کرنے کے لئے راہ پیدا کرے تاکہ اپنے اصل کو جا ملے جیسا کہ فرماتے ہیں:

ہر کسے کہ دور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگارِ وصل خویش

اور چونکہ ذکر قلبی اور مراقبات کا طریق حاصل کرنا بدوں شیخ کامل ناممکن ہے۔ اس لئے شیخ کامل کی سخت ضرورت ہے (جیسا کہ پہلے مذکور ہوا) تاکہ لوگوں کو ان امور کی ہدایت کرے۔ جب خداوند تعالیٰ کی عنایت کسی شخص کے شامل حال ہوتی ہے تو وہ اس کو اپنے دوستوں میں سے کسی کے پاس پہنچا دیتا ہے اور وہ بزرگ اس کو ریاضات اور مجاہدات کا حکم فرما کر اس کے باطن کا تصفیہ اور تزکیہ فرما دیتا ہے اور کثرا ذکار و مراقبات سے اس کے لطائف اپنے اصل کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان لطائف کو اسی جسم انسان میں اس کے بنانے کے وقت خاص خاص جگہ عنایت فرمائی ہے اور ان جگہوں کے ساتھ ان کو ایک قسم کا تعلق اور تعشق بھی بخشتا ہے۔ عالم امر کے لطیفوں کے مقام جو بدن انسان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ اس نقشہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

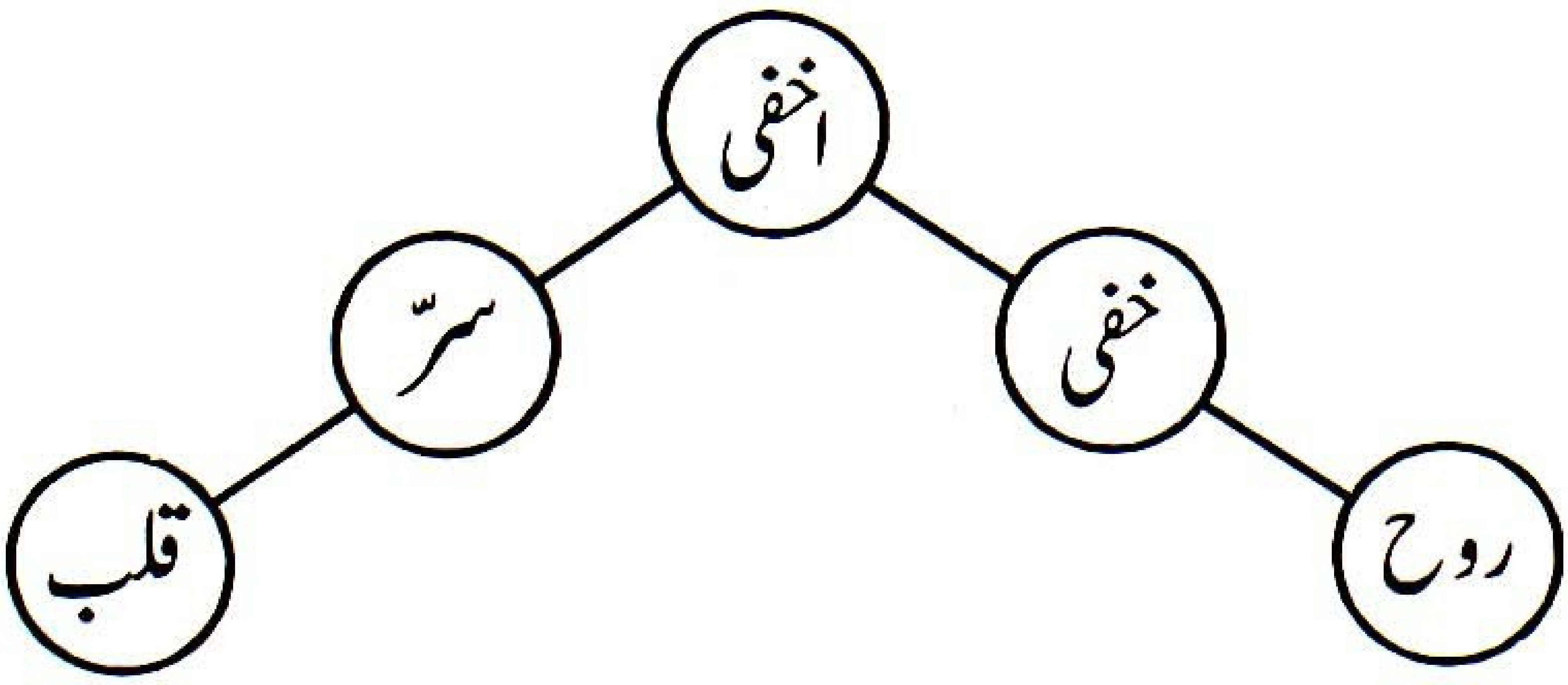

111986

Marfat.com

یعنی قلب کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگلی کے فاصلے پر اور روح دائیں پستان کے نیچے دو انگلی کے فاصلہ پر اور سر بائیں پستان کے برابر سینہ کی طرف دو انگلی کے فاصلہ پر۔ اور خفی دائیں پستان کے برابر سینہ کی طرف دو انگلی کے فاصلہ پر اور اخفی سینہ کے درمیان واقع ہے اور یاد رہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہر ایک لطیفہ کا سلوک الگ الگ مفصل فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں جب خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے طالبوں کی ہمتوں کو قاصر پایا تو انہوں نے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس پر ہی اقتصار کیا اور راہ دراز کو کوتاہ کیا اور فرمایا کہ قلب اور نفس کے ضمن میں دوسرے چار لطیفے بھی صاف اور شفاف ہو جاتے ہیں۔ مگر تصفیہ قلب میں (جو کہ مظہر حالات الٰہیہ اور مورد فیض الوہیہ ہے) اس مدت تک ذکر کرنا اور حضور پیدا کرنا ضرور ہے کہ باقی لطائف کے تجلیات بھی حاصل ہو جائیں۔ پھر تزکیہ نفس میں مشغول ہونا چاہیئے۔ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں تین شغلوں کا معمول ہے۔

اول: ذکر اسم ذات یا نفی و اثبات۔ دوم مراقبہ یعنی مبداء فیاض سے فیض کا انتظار کرنا اور اپنی مورد پر اس کے ورد کا لحاظ رکھنا اور مورد فیض سے مراد لطیفہ سالک ہے جس پر مبداء فیاض سے فیض وارد ہوتا ہے۔ اسی واسطے ہر ایک مقام کے لئے ایک مراقبہ معین کیا گیا ہے۔ چنانچہ مشائخ کرام نے دائرہ امکان کے لئے مراقبہ احدیث مقرر کیا ہے۔ جس میں انتظار فیض اس ذات کا کیا جاتا ہے جو جامع جمیع صفات کمالات اور تمام عیوب اور نقصانات سے پاک و منزہ ہے جو کہ (اللہ) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یعنی اس ذات سے لطیفہ قلب پر ورود فیض کا لحاظ کیا جاتا ہے اور بعض اوقات بغیر ذکر کے مراقبہ کیا جاتا ہے مگر بغیر مراقبہ کے ذکر کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ سوم: رابطہ یعنی شیخ کی صورت واپنے دل یا ادراک میں نگاہ رکھنا یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرنا (جو بدوں استغراق محبت شیخ حاصل نہیں ہو سکتا) جیسا کہ بعض صحابہ کا مقولہ ہے: کافی انظر الی ربیص بباقہ۔ جب یہ رابطہ بڑھ جاتا ہے تو سالک کو شیخ کی ہی صورت ہر ایک شئی میں نظر آتی ہے اور اسی کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں اور رابطہ کا طریقہ سب راستوں سے زیادہ قریب راستہ ہے اور عجائبات کے ظہور کا منشا ہے اور محض ذکر بغیر رابطہ اور فنا فی الشیخ ہونے کے موصل

Marfat.com

نہیں مگر صرف رابطہ صحبت کے آداب نگاہ رکھنے کے ساتھ اتصال کے لئے کافی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ اکابر نقشبندیہ علیہ کے نزدیک اصل فائدہ جمیعت اور حضور میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ ہر ایک رطب یا بس چیز کی طرف ہاتھ نہیں پھیلایا کرتے اور نہ شکلوں اور غیبیہ صورتوں کی طرف توجہ کیا کرتے ہیں اور نہ کشف وانوار کو معتبر سمجھتے ہیں یہ صرف چار امور کی طرف راغب اور مشتاق رہتے ہیں۔ پہلا جمیعت یعنی اطمینان اور تسلی جو کثرت ذکر سے سالک کو حاصل ہوتی ہے۔ دوسرا حضور یعنی مرتبہ احسان (ان تعبد ربک کا نک تراہ) جو سالک کو حاصل ہوا کرتا ہے۔ تیسرا جذبہ یعنی لطیفہ کو بطرف بالا توجہ اور کشش کا پیدا ہونا جس سے اس کو اپنے اصل کی طرف جانے کی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ چوتھا واردات یعنی اوپر کی طرف سے قلب پر مختلف حالتوں کا وارد ہونا جن کو سالک بڑی مشکل سے برداشت کرسکتا ہے۔ اس طریقہ میں ان واردات کو اعدام اور وجودات کہتے ہیں۔ ابتدا میں سالک پر یہ واردات کبھی کبھی واقع ہوتے ہیں۔ کبھی مہینے میں ایک بار، پھر ان کی تعداد بڑھنے لگتی ہے اور پھر ہفتہ میں ایک بار پھر ہر روز ایک بار بلکہ کئی بار یہ حالت ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تواتر اور توالی پر نوبت پہنچ جاتی ہے اور اتصال واردات حاصل ہو جاتا ہے اور اسی عدم اور وجود کا دوسرا نام فنا اور بقا ہے جو جذبہ میں واقع ہوتا ہے اور چونکہ اس طریقہ علیہ نقشبندیہ میں اول ذکر اسم ذات ہوا کرتا ہے۔ اس لئے پہلے اس کا طریق مفصل بیان کرتا ہوں تاکہ مبتدی کے ذہن نشین ہو جائے اور اس کو ذوق اور شوق پیدا ہو اور خدا کی یاد کا ملکہ حاصل کرے۔ جاننا چاہیے کہ اس طریقہ علیہ کے مشائخ کرام اسم ذات کے ذکر کا طریق یوں تلقین فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے لفظ مبارک (اللہ) کو معہ لحاظ معنے۔ زبان کو تالو سے لگا کر خیال کی زبان کے ساتھ دل سے اس طرح کہے جس طرح غوطہ زن پانی میں کسی مضمون کو دل اور خیال سے کہتا ہے اور زبان سے نہیں بول سکتا اور ذکر کرتے وقت تمام خطرات اور نفس کی باتیں گذشتہ ہوں یا آئندہ ہرگز دل میں نہ آنے دے اور خطرات کے دور ہونے کے لئے جناب الٰہی میں تضرع اور زاری کرے اور تصور صورت شیخ کہ جس سے ذکر کی تلقین حاصل کی ہو۔ دل کے مقابل یا دل

Marfat.com

کے اندر جمائے اور وقوب قلبی کی رعایت ضرور کرتا رہے تا کہ حضور نام پیدا ہو اور اگر ذکر کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھے تو بہت ہی جلد اپنے مقصود کو پہنچے اور اس کے آداب یہ ہیں کہ سب سے اول طہارت یعنی وضو یا غسل کرے اور لباس پاک پہنے اور دو رکعت نفل ادا کرے۔ پھر رو بقبلہ ہو کر دوزانو متواضع ہو کر بیٹھے اور ہر ایک خطرہ یا شغل جو پہلے اس کے دل میں ہو دور کرے۔ پھر پچیس بار استغفار پڑھے اور اپنے اور شیخ کے لئے خاتمہ بالخیر اور اتباع سنت اور خداوند تعالیٰ کی خوشنودی اور ترویج طریقہ کے لئے دعا کرے۔ پھر سورۂ فاتحہ اور اخلاص تین تین بار پڑھے اور اس کا ثواب سلسلہ کے لئے سب مشائخ کرام کو بخشے۔ پھر آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو مردہ خیال کرے اور سمجھے کہ خداوند تعالیٰ کے بغیر میری کوئی جائے پناہ نہیں۔ پھر اپنے شیخ کو وسیلہ بنائے تا کہ خداوند تعالیٰ کے پاس اس کے لئے سفارش کرے اور اس کی صورت کو اپنے سامنے وجدانا یا ایقانا یا عیاناً خیال کرے۔ پھر دل سے یا زبان سے تین بار کہے۔ خداوندا تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری خوشنودی ہی میرا مطلوب ہے۔ کیونکہ حقیقت میں اس کا مقصود وہی ذات باری تعالیٰ ہے اور شیخ تو بیچ میں بموجب آیۃ کریمہ (وابتغوا الیہ الوسیلۃ) کے ایک وسیلہ ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف کشاں کشاں لے جاتا ہے اور غیر خطرات اور وساوس کے دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس سے خداوند تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر وقوف قلبی میں مشغول ہو اور وہ یہ ہے کہ تمام حواس بدنیہ کو اکٹھا کرے اور ان کے تمام خطرات اور شواغل قلبیہ دور کرے اور اپنی پوری جمعیت اور ادراک کے ساتھ اپنے دل کے اندر اپنے پاک رب کی طرف متوجہ ہو جو کہ موصوف بجمیع صفات کاملہ اور منزہ از عیوب و نقصانات ہے اور اس خیال میں بقدر چار گھڑی رہے اور جس قدر زیادہ اس خیال میں رہے گا اسی قدر زیادہ قریب اور استعداد حاصل ہوگا۔ کیونکہ وقوف قلبی طریقہ کا رکن بلکہ اساس ہے بلکہ عبادت بلکہ ہر ایک حالت یعنی اٹھنے بیٹھنے بلکہ بیت الخلا کی طرف جانے اور بے وضو ہونے میں بھی اس کو نہ چھوڑے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آیۃ (الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعودا وعلی جنوبھم و یتفکرون الایۃ) میں

Marfat.com

اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد ہر حال میں تفکر اور وقوف قلبی کے ساتھ کرو۔ کیونکہ اگر کوئی عبادت یا ذکر وقوف قلبی سے خالی ہو تو اس کی مثال اس جسم کی ہے کہ جس میں روح نہیں اور اعتبار سے خارج ہے۔ پس جب وقوف قلبی کو ضبط کر لیا تو ذکر قلبی میں مشغول ہو۔ یعنی لفظ مبارک (اللہ) کو ملاحظہ کرے کہ قلب سے جاری ہے اور اس وقت زبان کو تالو سے لگاوے جیسے پہلے مذکور ہوا اور اپنے تمام اعضاؤں کو ساکن کرے بلکہ جسم سے تمام اختیارات اور اوراکات کو دور کرے اور بے اختیار چھوڑ دے تا کہ عین ذات قدسیہ کی طرف توجہ پیدا ہو۔ پس اگر قلب نے ذات قدسیہ میں توغل پیدا کیا اور اس کو اس عمدہ حالت میں استغراق حاصل ہوا اور بسبب استغراق اور استھلاک کے خداوند تعالیٰ کے نام مبارک کا ذکر جاتا رہا تو بہت ہی بہتر اور عمدہ کام ہے کیونکہ یہ حال اقویا کا ہے مبتدی کا نہیں۔ اور اگر بسبب انقباض کے دل میں فتور یا قبض یا خطرات یا غفلت حاصل ہو تو چاہیے کہ سرد پانی سے غسل کرے اور اس کی برداشت نہ کر سکے تو گرم پانی سے کر لے۔ پھر ہر ایک غفلت اور خطرہ اور بے ادبی سے (خواہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ کی ہو۔ خواہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خواہ مشائخ کرام خواہ شیخ کے ساتھ) پچیس بار استغفار اور دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھے اور عجز وانکسار سے روئے۔ کیونکہ ذکر محبوبیت اور وصل کا ایک ذریعہ ہے اور یہ اس سے چھینا جاتا ہے کہ جس سے خداوند تعالیٰ شقاوت اور عداوت اور غضب کا ارادہ کرے۔ پس جب انکسار حاصل ہوتا ہے تو اس کی حالت بھی دگرگوں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حدیث قدسی میں آیا ہے (انا عند المنکسرۃ قلوبھم) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں شکستہ دلوں کے پاس ہوتا ہوں اور کبھی کبھی ہواؤں اور چلنے والے پانیوں کی آواز بھی فائدہ دیا کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ کبھی کبھی یہ کہنا (کہ خداوند اگر تیرا ارادہ مجھ سے یہی ہے تو وہی میری مراد ہے) یہی غفلت کو دور کرتا ہے اور ذکر کے وقت سالک کو اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ دل ایک حوض ہے یا ایک نور ہے۔ بسیط اگر وہ ظاہر ہو تو اس کا کوئی انتہا نہیں اور فیض اور تجلیات جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دل مبارک پر چمکے ہیں اور وہاں

Marfat.com

سے حضرت آدم علیہ السلام کے دل مبارک پر چمکے ہیں اور وہاں سے مشائخ کرام کے دلوں کے ذریعہ میرے شیخ کے دل پر چمکے ہیں۔ وہی فیض اور تجلیات میرے دل میں لگاتار آرہا ہے اور تمام بدن میں سرایت کر رہا ہے اور سو بار اللہ اللہ اس خیال اور توجہ اور استغراق سے کہہ چکے تو پھر کہے (خداوندا تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری خوشنودی اور رضا ہی میرا مطلوب ہے) اسی طرح ایک جلسہ میں پانچ ہزار سے کم بار نہ کہے اور اگر پندرہ یا پچیس ہزار بار کہے تو بہت ہی بہتر ہے اور اس کے سوا چلتے پھرتے بیٹھتے اُٹھتے سوتے لیٹتے اس ذکر قلبی کو معہ وقوف قلبی کے جیسا کہ گزرا ہرگز نہ چھوڑے اور حضرات ماسوائے اللہ کو مجلس میں نہ آنے دے۔ کیونکہ حقیقت میں کسی چیز کے یاد کے یہی معنے ہیں کہ اس کے سوا کو بھول جانا اور اس کا خیال دل میں جمانا پھر جب خداوند تعالیٰ کی یاد ہمیشہ اور دوسری چیزوں سے نسیان حاصل ہو۔ یہاں تک کہ اگر دوسری چیزوں کی طرف دھیان لگا کر خداوند تعالیٰ سے غافل بھی ہونا چاہے تو ہرگز نہ بھول سکے۔ جیسا کہ آنکھ یا کان اپنے کام سے باز نہیں آتے اسی طرح دل خداوند تعالیٰ کی یاد سے باز نہ رہے اور نور درخشندہ جو چراغ کی لو سے بھی زیادہ زرد اور خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہو اور تجلیات افعالیہ الٰہیہ سے متجلی ہو یعنی اپنے افعال بلکہ تمام جہان کے افعال کو اپنی طرف یا جہان کی طرف منسوب نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک فعل کا فاعل خداوند تعالیٰ کو جانے اور دیکھے اور ذوق و شوق اور استغراق نقد وقت ہو اور بے خطرگی اور حضور اور دوام آگاہی کا ملکہ حاصل ہو۔ تو لطیفہ روح میں ذکر شروع کرے اور اس لطیفہ میں ذکر کرنے کے وقت دائیں پستان کے نیچے دو انگلی کے فاصلہ پر جو اس لطیفہ کا مقام ہے توجہ کر کے اس بات کو ملحوظ رکھے کہ فیض اور تجلیات صفات ثبوتیہ ذاتیہ الٰہیہ جو لطیفہ روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے روح مبارک پر چمکے ہیں اور وہاں سے مشائخ کرام کے لطیفہ روح مبارک پر آکر میرے شیخ کے روح مبارک کے ذریعہ وہ فیض و تجلیات ذاتیہ الٰہیہ میری روح پر چمک رہے ہیں اور لطیفہ قلب کی طرح ہر روز اسم ذات کو اس لطیفے میں بھی پانچ ہزار سے کم نہ کہے اور زیادہ جس قدر ممکن ہو ذکر کرے یہاں تک کہ اس لطیفہ کی

Marfat.com

فنا حاصل ہو۔ یعنی اپنی اور تمام ممکنات کی صفات یعنی سمع، بصر، ارادہ، قدرت وغیرہ کو معدوم پاوے اور خداوند تعالیٰ کی صفات کا بقا معلوم ہو اور اس لطیفے کی رنگت سُرخ نظر آیئے۔ پھر لطیفہ سرّ میں ذکر کرنا شروع کرے اور بائیں پستان کے برابر سینے کی طرف دو انگلی کے فاصلے پر جو اس لطیفہ کا مقام ہے توجہ کر کے اس خیال کو نگاہ رکھے کہ فیض اور تجلیات صفات ثبوتیہ ذاتیہ الٰہیہ جو لطیفہ روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سر مبارک پر چمکے ہیں اور وہاں سے مشائخ کرام کے سر مبارک پر آ کر میرے شیخ کے سر مبارک کے ذریعے وہ تجلیات شیونات ذاتیہ الٰہیہ میرے لطیفہ سر پر چمک رہے ہیں اور اس لطیفہ مین بھی ہر روز ذکر اسم ذات پانچ ہزار سے کم نہ کہے جہاں تک کہ اس لطیفہ کی فنا حاصل ہو یعنی اپنے آپ کو اور تمام جہان کو معدوم پاوے اور بجائے اس کے خداوند تعالیٰ کی ذات کا بقا دیکھے اور اس لطیفے کی رنگت سفید معلوم ہو پھر لطیفے خفی میں ذکر شروع کرے یعنی دائیں پستان کے برابر سینے کی طرف دو انگل کی فاصلے پر جو اس لطیفے کا مقام ہے متوجہ ہو کر اس خیال کو ملحوظ خاطر رکھے کہ فیض و تجلیات سلبیہ الٰہیہ جو لطیفۂ خفی مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے لطیفۂ خفی مبارک حضرت عیسیٰ پر چمکے ہیں اور وہاں سے مشائخ کرام کے لطیفۂ خفی پر آ کر وہ فیض تجلیات سلبیہ الٰہیہ میرے شیخ کے لطیفۂ خفی کے ذریعہ میرے لطیفۂ خفی پر چمک رہے ہیں اور اس لطیفہ میں بھی اسمِ ذات کو پانچ ہزار سے ہر روز کم نہ کہے۔ یہاں تک کہ اس لطیفہ کی فنا حاصل ہو یعنی خداوند تعالیٰ کی صفات سلبیہ میں فانی ہونا۔ اور خداوند تعالیٰ کی تفرید و تجرید تمام جہان سے ہونا معلوم ہو اور اس لطیفہ کی رنگت سیاہ نظر آئے۔ پھر لطیفہ اخفی میں ذکر کرنا شروع کرے یعنی وسط سینہ میں جو اس لطیفہ کا مقام ہے متوجہ ہو کر اس خیال کو ملحوظ رکھے کہ فیض و تجلیات جامع شان الٰہی جو صفات ثبوتیہ و سلبیہ و شیونات کو شامل ہیں اور لطیفہ اخفی مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے مشائخ کرام کے لطیفہ اخفی مبارک پر چمکے ہیں اور وہاں سے وہ فیض و تجلیات جامع شان میرے شیخ کے لطیفہ اخفی مبارک کے ذریعے میرے لطیفہ اخفی پر چمک چمک رہے ہیں اور اس لطیفہ میں بھی ذکر اسم ذات پانچ ہزار۔

Marfat.com

سے کم ہر روز نہ کہے۔ یہاں تک کہ اس لطیفہ کی فنا حاصل ہو یعنی اپنے اخلاق کو چھوڑ ے اور متخلق باخلاق حق سبحانہ وتعالیٰ ہو جاوے اور اس لطیفہ کی رنگت سبز معلوم ہو اور جاننا چاہیے کہ عالم امر کے پانچ لطیفے مذکورہ انبیاء الوالعزم کے قدموں کے نیچے ہیں اور ہر ایک سالک کو ان لطیفوں سے ایک لطیفہ کے ساتھ خاص نسبت ہوتی ہے اور اس کو اسی راہ سے فیوضات اور برکات الٰہیہ آتے ہیں اور اس کو اس نبی کے مشرب سے پکارتے ہیں۔ چنانچہ اگر اس کو قلب سے نسبت خاص ہے تو آدمی المشرب۔ اور اگر روح سے ہے تو ابراہیم المشرب اور اگر سِرّ سے ہے تو موسوی المشرب اور اگر خفی سے ہے تو محمدی المشرب کہلائے گا اور سالک کو چاہیے کہ پیران کبار کو عینک کی طرح درمیان میں ملحوظ رکھے۔ کیونکہ وہ فیض کا واسطہ ہیں۔ اس لحاظ سے مراقبات میں فیض کثیر آتا ہے۔ ان لطائف خمسہ کے اذکار کے بعد لطیفہ نفس میں ذکر کرنا شروع کرے۔ جس کا مقام عین وسط پیشانی میں ہے اور اس مراقبہ میں بیٹھنے کے وقت۔ اس لطیفہ کی طرف متوجہ ہو کر ان تجلیات اور فیض کا خیال رکھے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لطیفہ نفس مبارک سے مشائخ کرام کے لطیفہ نفس پر آ کر اپنے شیخ کے لطیفہ نفس کے ذریعہ میرے لطیفہ نفس پر چمک رہے ہیں اس مراقبہ میں بھی پانچ ہزار سے کم ذکر اسم ذات نہ کرے۔ زاید جس قدر کرے خوب ہے۔ اس کے بعد لطیفہ قالب یعنی سلطان الاذکار میں ذکر کرے۔ جس کا مقام فوق الراس یعنی چندیا میں ہے اور اس میں ذکر کے وقت خیال رکھے کہ فیض و تجلیات جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لطیفہ سلطان الاذکار مبارک کے ذریعہ میرے شیخ کے لطیفہ سلطان الاذکار پر چمکے ہیں وہ میرے لطیفہ سلطان الاذکار پر چمک رہے ہیں۔ اس مراقبہ میں بھی رات دن میں ذکر اسم ذات پانچ ہزار سے کم نہ ہو۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ کی عنایت بےغایت سے تمام لطائف اور تمام جسم بلکہ ہر ایک بال ذاکر ہو جائے اور تمام جسم سے انوار شعلہ زن ہو کر سالک کو اس طرح سے ڈھانپ لیں کہ سوائے ذات بحت کے اور کوئی خطرہ اس کے دل میں نہ آئے اور اس حالت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اس مقام پر یعنی لطیفہ اخفی سے لطیفہ سلطان الاذکار تک ایک خاص امر

Marfat.com

ملحوظ خاطر ہوتا ہے جس کو عام لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی مجھے اجازت نہیں۔ اس کو ہر ایک طالب اپنے شیخ سے حاصل کر سکتا ہے جس کے سبب اس کو استغراق حد سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ جب لطائف سبعہ کے اذکار سے فارغ ہو جائے تو مراقبہ اول میں جو احدیت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ذکر نفی واثبات شروع کرے لیکن اس ذکر کے پہلے اعتصام ایک ضروری امر ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک بار سورۃ فاتحہ اور پچیس یا ستائیس بار استغفار پڑھ کر مشائخ کرام کے روحوں کو بخشے اور عجز وانکسار کے ساتھ اُن سے مدد چاہے۔ پھر ذکر کی طرف متوجہ ہو اور اس کا طریق یہ ہے کہ سانس کو ناف کے نیچے بند کر کے کلمہ لا کو ناف سے کھینچ کر لطیفہ نفس سے گزرتا ہوا دماغ تک لے جائے اور کلمہ اِلٰـہ کو دماغ سے دائیں کندھے کی طرف لا کر کلمہ اِلاّ اللّٰہُ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کی گزر پانچوں لطیفوں پر ہو اور اس کا فیض اور نور تمام بدن میں سرائیت کرے اور کلمہ طیبہ کے معنے بغیر جنبش اعضاء اس طور ملحوظ رکھے کہ میرا کوئی مقصود بجز ذات پاک نہیں اور اس طرح نفی واثبات کا تصور کرنا معکوس کی تصویر خیال میں آئے گی اور اس ذکر میں اپنے وجود کی نفی اور خداوند تعالیٰ کے وجود کا ثبوت ملحوظ رکھے اور جب نفس تنگ ہو تو اس کو چھوڑ دے اور دل ہی میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اور بموجب حدیث اللہ وتر یحب الرتر کے طاق کو ملحوظ رکھے اور اسی کو وقوف عددی کہا جاتا ہے اور ہر سو کے بعد خشوع اور انکسار سے کہے خداوندا تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا ہی میرا مطلوب ہے اور اپنی محبت، ذوق اور شوق مجھے عطا کر۔ جب شرائط معتبرہ (جو لحاظ معنے اور نگہداشت خواطر اور توجہ الی اللہ اور طریق ذکر ہیں) کے ساتھ آہستہ آہستہ اکیس عدد تک ایک سانس میں ذکر نفی واثبات پہنچے اور کوئی نتیجہ فنا اور نیستی کا مترتب نہ ہو تو از سر نو شروع کرے۔ شاید کہ شرائط میں کوئی فتور رہا ہو۔ اس لئے مقصود کو نہ پہنچا ہو کیونکہ بموجب اس قول:

دست از طلب نداریم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

کے بار بار کسی کام کو مقصود حاصل کرنے کے لئے کرنا بہت عمدہ بات ہے اور

Marfat.com

ہمارے حضرات نقشبندیہ نیز فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ لسانی بُری باتوں اور کبر، حسد، کینہ، خست، دنارت، بے صبری وغیرہ کے دور کرنے کے لئے بہت ہی نفع مند ہے اور اس وقت کلمہ طیبہ کے معنے اس طرح کرتے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ یعنی نہیں ہے میرا مقصود حسد اِلَّا اللّٰہُ یعنی سوائے محبت خداوند کریم کے۔ اسی طرح ہر ایک خصلت رذیلہ کو اپنے سے دور کرے اور اسی کو سفر در وطن ان کی اصطلاح میں کہتے ہیں۔ جو فضائل رذیلہ سے خصائل حمیدہ کی طرف سفر کیا جاتا ہے اور مراقبہ احدیت میں بیٹھنے کے وقت اس نیت اور خیال کو مدنظر رکھے کہ میرے دل پر اس ذات پاک بیچوں بچگوں سے (جو جامع جمیع صفات کمالات اور تمام عیوب اور نقصانات سے پاک اور منزہ اور حاضر و ناظر ہے) فیض آتا ہے اور سورۂ اخلاص کے معنوں کو ملحوظ خاطر رکھے۔ اس مراقبہ میں سالک کبھی یہ معلوم کرتا ہے کہ عرش پر سے نور اور فیض اس کے دل پر وارد ہوتا ہے اور کبھی دریافت کرتا ہے کہ اس سے کوئی چیز آگ کے شعلہ کی طرح عرش کی طرف جاتی ہے۔ یہ ادراک کوئی ضروری نہیں لیکن ذات احدیت کا حضور ضروری ہے۔ یہاں تک کہ سالک کو ذات پاک کے حضور میں اس طرح استغراق حاصل ہو کہ تین چار گھڑی تک بے خطرگی یا کم خطرگی میسر ہو اور جمیعت اور حضور سالک کو نصیب ہو۔ اس کے بعد دوسرے مراقبہ میں جو معیت کے نام سے مشہور ہے۔ ذکر نفی و اثبات شروع کرے اور اسی اہتمام و کام میں لاوے جو مراقبہ احدیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اس مراقبہ میں بیٹھنے کے وقت اس نیت اور خیال کو دل میں جمائے کہ میرے دل پر ولایت صغریٰ کے دائرہ سے اس ذات پاک کی طرف سے فیض آتا ہے جو میرے اور میرے ہر ایک لطیفے اور میرے رگ و ریشہ اور گوشت و پوست اور عرش سے تحت الثریٰ تک جو جو چیزیں ہیں بلکہ کائنات کے ذرات سے ہر ایک ذرہ کے ساتھ موجود ہے اور آیۃ وھو معکم اینما کنتم (یعنی جہاں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) کے مضمون کو دل میں سوچے۔ اس مراقبہ میں سالک کو نسبت اور فیض ہر طرف سے آتا ہے۔ یہاں تک کہ کثرت فیض اور غلبہ شوق سے محبوب کو غیر محبوب سے جدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ سب کو محبوب گمان کر کے ہمہ اوست کا قائل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

تشنگاں را نماید اندر خواب
ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب

اور یہ بھی واضح رہے کہ مراقبہ معیت تک پہنچ کر ساتوں لطائف کا ذکر اسم ذات بھی اسی مراقبہ میں کرے اور رات دن میں پچیس ہزار سے کم نہ ہو۔ اگر چالیس ہزار تک کرے تو بہت ہی خوب ہے اور ذکر نفی و اثبات مراقبہ احدیت اور معیت میں گیارہ گیارہ سو سے کم نہ ہو۔ زاید جس قدر ہو سکے شب و روز کرتا رہے تا کہ کمال پیدا ہو اور اس مراقبہ معیت میں لطائف کو لا کر اسم ذات کے ذکر کرنے کا ایک خاص طریق ہوتا ہے۔ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہر ایک طالب اپنے اپنے شیخ سے حاصل کر سکتا ہے۔ مجھے اس کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں لیکن یاد رہے کہ جب فنائے قلب ثابت ہو جاتا ہے تو سینے سے غیر کا تعلق علمی اور التجاء غیر دور ہو جاتا ہے اور کسی قسم کا اندیشہ اس کے سوا ہرگز پیدا نہیں ہوتا اور فناء قلب افعال الٰہیہ کے تجلیات میں ہوتا ہے۔ یعنی افعال ماسوے اللہ کو خداوند تعالیٰ کے فعل کے آثار دیکھے جاتے ہیں۔ جب سالک پر یہ رویت غالب ہو جاتی ہے تو وہ ممکنات کی صفات اور ذات میں صفات حق اور اس کی ذات کا ظہور دیکھتا ہے اور توحید وجودی کا ترانہ گاتا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ ممکنات کے وجود کو اللہ تعالیٰ کے وجود کی لہریں دیکھتا ہے اور اپنی ذات کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے وجود کے سمندر میں موجزن دیکھتا ہے اور ارباب توحید وجودی اس مقام کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ جب سالک اس بحر میں استغراق پیدا کر لیتا ہے تو اس بحر کے سوا اور کسی چیز کو نہیں دیکھتا اور جب کسی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اس بحر اور اس کی موجوں کے سوا اور کوئی چیز اس کو نظر نہیں آتی بلکہ اپنی ذات کو اس بحر کا ایک قطرہ دیکھتا ہے اور کمال استغراق میں اس قطرہ کی مقدار بھی اس کی نظر سے گر جاتی ہے اور جاننا چاہیے کہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ اول سے بھی اول اور آخر سے زیادہ آخر اور ظاہر سے زیادہ ظاہر اور باطن سے زیادہ باطن ہے۔ جب یہ معانی ساقط کئے جائیں تو وہی ایک ذات باقی رہ جاتی ہے۔ اس لحاظ سے کہا کرتے ہیں کہ توحید اضافات کے

Marfat.com

ساقط کرنے کا نام ہے توحید وجودی، ذوق، شوق، وارد اور معیت کے اسرار کے ظاہر ہونے، چلانے اور بیہوش ہونے، سماع، وجد، تواجد کا نام ہے اور یہ سب لطیفہ قلب میں حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی سیر اول دائرہ امکان میں ہے اور اسی دائرہ کے حالات سے ہے جذب، حضور، جمعیت، واردات، کشف کونی، کشف ارواح، کشف عالم ارواح، کشف عالم مثال اور سیر عالم الملک (جو آسمانوں کے نیچے کے حصے پر بولا جاتا ہے) اور سیر عالم ملکوت یعنی عالم ملائکہ وارواح اور جنت اور جو کچھ آسمانوں سے اوپر ہے یہ سب دائرہ امکان میں داخل ہیں۔ بلکہ سالک ان سب کی مثال دائرہ کے نصف سافل میں دیکھتا ہے اور اس سیر کو سیر آفاقی کہتے ہیں بلکہ کمال حضور، جمعیت اور جذبات تو یہ دوسرے دائرہ میں حاصل ہوتے ہیں۔ جس سے مراد سیر تجلیات افعالیہ الٰہیہ اور سیر ظلال اسماء وصفات باری تعالیٰ ہے۔ اس کو دائرہ ولایت صغریٰ کہتے ہیں اور دائرہ ولایت صغریٰ تک دل کے پہنچ جانے کی علامت یہ ہے کہ اس کی توجہ فوق کی طرف جو پہلے تھی۔ مضمحل ہو کر جہات ستہ کو گھیر لیتی ہے اور خداوند تعالیٰ کی معیت بے مثل کو بے مثل اوراک کے ساتھ۔ وجود اور تمام جہان کے ہمراہ پھیلا ہوا دیکھتا ہے اور توحید وجودی کے اسرار کھل جاتے ہیں۔ جس سے کثرت عبادت مجاہدات پسندیدہ اور مرغوب چیزوں کی ترک اور ذکر وفکر کی مداومت کے سبب سالک پر محبوب حقیقی کی محبت اور اس کا عشق غالب آجاتا ہے اور اس کے دل کو کشش پیدا ہو جاتی ہے اور باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اگر یہ مجاہدات اور ترک مرغوبات جناب رسالتمآب ﷺ کی متابعت کے موافق واقع ہوں تو اس کا باطن غیر تعلقات سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا دل غفلت کی میل سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا باطن ظلال اسماء وصفات واجبہ کے علوس کا آئینہ بن جاتا ہے اور چونکہ سالک عاشق مسکین نے اپنے محبوب کو نہیں دیکھا اور اس کا تعشق صفات اور علوس ظلال کے تصور کرنے سے عین محبوب کو پہنچ کر شطحیات کے ساتھ کلام کرتا ہے اور اپنے محبوب کی صورت اپنے باطن کے آئینے کو دیکھتا ہے اور غائب اور مدہوش ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں وصال کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور بسبب نہایت

Marfat.com

پیاس کے ظل اور اصل میں کچھ فرق اور تمیز نہیں کرتا۔ اس لئے اتحاد اور عینیۃ کو بلند آواز سے پکارتا ہے۔ اس روئت کا اس پر یہاں تک غلبہ ہوتا ہے کہ تعین اور تشخص بھی اس کی نظر سے اُٹھ جاتا ہے اور کھلم کھلا سبحانی انا الحق کہہ دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف قدسی میں آیا ہے۔ انا عند ظن عبدی بی یعاملونه بموافقة ظنه جب ایسا آدمی اپنے نفس اور لذتوں سے فنا ہو جاتا ہے تو اس وقت طعن اور ملامت کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ حق تعالیٰ کے ولیوں اور مجذوبوں کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور جاننا چاہیے کہ دوسرے دائرہ تک جو انکشاف توحید کا مقام ہے قلب کے پہنچنے سے پہلے توحید اور وحدۃ الوجود کے کلمات زبان سے نکالنا شریعت کے برخلاف ہے۔ عام لوگوں کا مراقبۂ توحید کا خیال کرنا دینا اور آخرت میں سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

چوتھا باب

ولایت صغریٰ کے بیان میں

افعال الٰہیہ اور حق تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے ظلال کی سیر کا نام ولایت صغریٰ ہے۔ اسماء اور صفات کے ظلال کا دائرہ نبیوں اور فرشتوں کے سوا تمام ممکنات کے تعینات کا مبداء ہے اور افراد عالم میں سے ہر ایک کو ان صفات اور ظلال کے وسیلے سے جو مخلوقات اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے درمیان وسائل ہوتے ہیں۔ فیض پہنچتا رہتا ہے۔ اگر یہ اسماء اور صفات نہ ہوتے تو یہ عالم جو دراصل محض عدم تھا وجود میں نہ آتا کیونکہ کمال استغناء کے سبب ذات حق کو بموجب آیۃ کریمہ (ان اللہ لغنی عن العالمین) جہاں سے کوئی مناسبت نہیں۔ پس افراد عالم میں سے ہر ایک شخص کو فیوضات اور کمالات اس واسطہ اور ذریعہ سے پہنچتے ہیں جو اس شخص کو اس کی حقیقت کا مبداء تعین ہوتا ہے۔ اس کو عین ثانیہ بھی کہتے ہیں اور صوفیائے کرام کا یہ قول کہ انفاس خلایق کی تعداد کے برابر خداوند تعالیٰ کی طرف رستے جاتے ہیں۔ انہی ظلال کی طرف اشارہ ہے اور جب ولایت صغریٰ کے دائرے میں لطیفہ داخل ہوتا ہے تو اپنی اصل اور حقیقت میں فنا اور ہلاک ہو جاتا ہے اور اس حقیقت کے ساتھ

Marfat.com

باقی رہتا ہے۔لطیفہ قلب کی فنا تجلی فعلی میں واقع ہوتی ہے۔اس وقت اپنی اور جملہ مخلوقات کے افعال سالک کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور فاعل حقیقی کے فعل کے سوا اس کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس لطیفہ کی ولایت کو ولایت آدم علیہ السلام کہتے ہیں اور اس ولایت کے طریقہ سے اپنے مقصود تک پہنچنے والے سالک کو آدمی المشرب کہتے ہیں اور لطیفہ روح کی فنا حضرت حق سبحانہ کی صفات میں واقع ہوتی ہے۔ اس وقت سالک تمام صفات کو تمام مخلوقات اور اپنے وجود سے الگ شدہ دیکھتا ہے۔ بلکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ چونکہ وجود تمام صفات کی اصل ہے اس لئے سالک اپنی اور ممکنات کے وجود کی نفی کرتا ہے اور اس کو توحید وجودی کے ساتھ خداوند تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے۔ اس لطیفے کی ولایت کو ولایت نوح و ابراہیم علیہما السلام کہتے ہیں اور اس طریقے سے مقصود تک پہنچنے والے سالک کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں اور لطیفہ سرّ کی فنا باری تعالیٰ کی ذات کے شیونات میں ہوتی ہے اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق تعالیٰ کی ذات میں ملی ہوئی پاتا ہے۔ اس لطیفے کی ولایت کا نام ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے اور اس طریق سے کامیاب ہونے والے سالک کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔لطیفہ خفا کی فنا اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ میں ہوتی ہے۔ اس مقام میں سالک اللہ تعالیٰ کے تمام مظاہر سے الگ سمجھتا ہے۔ اس لطیفے کی ولایت کا نام ولایت عیسیٰ علیہ السلام ہے اور اس طریقہ سے مستفید ہونے والے سالک کو عیسوی المشرب کہتے ہیں لطیفہ اخفی کی فنا شان الٰہی کے اُس مرتبہ میں کہ جس میں یہ تمام مراتب شامل ہیں ہوا کرتی ہے۔ اس مقام میں سالک متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے اور اس طریقہ سے مستفید ہونے والے کو محمدی المشرب کہتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اور جاننا چاہیے کہ ان سے لطائف کی ولایت ولایت صغریٰ کے دائرے میں ہوتی ہے اور جس طرح دائرہ امکان میں مراقبہ احدیت کا حکم کرتے ہیں اسی طرح ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت کا حکم کیا جاتا ہے جو آیت (هو معكم اينما كنتم) کا مفہوم ہے اور دائرہ امکان کی سیر کا تمام ہونا سالک کو خود معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو کشف ہوتا ہو یا شیخ صاحب کشف اس کی اس کو خبر دے گا اور اگر دونوں کو کشف نہ ہوتا ہو تو سالک کو چاہیے

Marfat.com

کہ جمعیت قلب دیکھے۔ اگر پوری چار ساعت تک انتفاء خواطر کی نوبت پہنچ جائے تو اس وقت مراقبہ معیت کو شروع کرے اس طرح کہ اپنے وجود اور تمام لطائف اور عناصر بلکہ ممکنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہر وقت خداوند تعالیٰ کی معیت کا ملاحظہ کرے یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ کی معیت بیمثل کو اپنے ادراک بے مثل سے ادراک کر لیوے اور وہ معیت جہات ستہ کو گھیر لیوے اور توجہ اور حضور جو پیدا ہوا تھا اس میں مضمحل ہو جائے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا تو اس وقت ولایت کبریٰ کی سیر شروع کرے۔

خاتمہ: جاننا چاہیے کہ اس اثناء میں اس سالک کو اگر ظہورات اور مکشوفات سے کچھ حاصل ہو تو غرہ نہ ہو جائے اور نہ اس سے خوش ہو۔ کیونکہ یہ باتیں اصلی مقاصد سے نہیں۔ اصلی مقصود تو اتباع سنت نبوی پر استقامت ہے اور ظاہر اپنے اخلاق کو حلم، تواضع، خاکساری، شفقت، مدارات، ایثار، خدمت، عفو، سخاوت، حیا، صدق، امانت، وفاء، عہد، حسن، ظن وغیرہ سے متصف کرنا اور جھوٹھ، خیانت، غضب، غیبت، فحش، ظلم وغیرہ سے پرہیز کر کے مہذب بنانا ہوا کرتا ہے اور باطن، توبہ، زہد، ورع، شکر، اخلاص، رجا، خوف وغیرہ سے موصوف کرنا اور بخل، حسد، بغض، کبر، ریا وغیرہ سے بچانا ہوا کرتا ہے۔ یہاں تک جو کچھ بیان کیا گیا مبتدی کو کافی ہے۔ وہ اس پر عمل کرنے سے خوب صفائی حاصل کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہو سکتا ہے اور اس کے بعد جو کچھ ولایت کبریٰ سے لاتعین تک بیان ہو گا جو اسی کی تفصیل ہے۔ اس کو مفصل دوسرے حصہ میں بیان کیا جائے گا۔ اب اس حصہ اول کو ان دعائیہ اشعار پر ختم کرتا ہوں۔

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی
پیش زاں کاندر لحد خاکم کنی
اندر آندم کز بدن جانم بری
از جہاں بانور ایمانم بری

حضرت قبلہ شاہ صاحب قلبی وروحی فداہ کے بعض بعض حالات کے بیان میں:

جناب قبلہ حضرت شاہ صاحب کا وطن شریف خاص شہر کابل تھا اور وہاں ہی

Marfat.com

اپنے والد بزرگوار جناب سید میر حسن رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیات ضروریہ حاصل کئے اور خداوند تعالیٰ کی معرفت کا شوق آپ کے دل میں لڑکپن ہی سے تھا اور فرماتے تھے کہ میرے اس شوق کو اس فقرہ (العلم نکتہ) نے کئی گنا زیادہ کر دیا جس کو میں نے اپنے والد ماجد کو اپنے بھائی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے سُنا تھا۔ یہاں تک کہ پڑھنا چھوڑ دیا اور اس مضمون کے سمجھنے کا اشتیاق بڑھ گیا۔ چنانچہ والد بزرگوار نے میرے نہ پڑھنے کی وجہ دریافت فرمائی میں نے وہی فقرہ مذکورہ عرض کیا آپ نے میری طرف توجہ فرمائی۔ جس سے مجھے دو یوم تک ہوش نہ آئی اور اسی استغراق میں بیہوش پڑا رہا۔ جب ہوش میں آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس فقرہ کا مضمون سمجھ لیا۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب خداوند تعالیٰ کو منظور ہو گا تو باقی حالات بھی اپنے اپنے وقت پر منکشف ہوتے رہیں گے۔ قبل از وقت ظاہر نہیں کئے جاتے۔ اس کے بعد پھر پڑھنے میں مشغول ہو گیا مگر دلی توجہ خداوند تعالیٰ کی طرف لگی رہی یہاں تک جناب قبلہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پُر ملال ہو گیا پھر کچھ مدت بعد قریباً تیس سال کی عمر میں آپ نے سفر اختیار کیا اور سوادِ بُنیر میں حضرت اخوند صاحب قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہونے کے لئے التماس کی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ پنجاب میں امرتسر تشریف لے جائیں وہاں سے آپ کو فیض ہو گا۔ چنانچہ آپ پشاور کی راہ لاہور میں آ کر امرتسر میں تشریف لائے اور بڑی جستجو کے بعد جناب قبلہ مولانا مولوی سید احمد یار بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقۂ علیہ نقشبندیہ مجددیہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بڑی ریاضت اور مجاہدہ شاقہ کے بعد تمام مقامات میں مفصل سیر سلوک قطع کیا اور فیوضات وانوار تمام وکمال حاصل کر کے تمام مشہور طریقوں میں یعنی نقشبندیہ، مجددیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ وغیرہ میں اجازت مطلقہ پا کر شرف خلافت سے مشرف ہوئے اور اجازت نامہ بمہر خاص مزین شدہ حاصل کیا۔ جس کو اس خاکسار نے بھی دیکھا۔ اس میں مولانا مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ جب میں نے ان کو (یعنی حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو) سیر سلوک میں خوب آزمایا اور کئی بار مشائخ کرام کی طرف سے اجازت دینے کا مجھے حکم ہوا تو تب میں نے یہ اجازت نامہ لکھ کر اُن کو دیا۔ اس کے بعد آپ نے حج کا ارادہ کیا اور کراچی کی راہ سے مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زیارت حاصل کی اور چند روز قیام کیا پھر مولانا مولوی محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ خلف الصدق حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ غدر کے ایام میں دہلی سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے ہوئے تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چھ سال تک ان کی صحبت میں فیضیاب ہوتے رہے اور فرماتے تھے کہ ان دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر یا کعبہ شریف میں مجھے استغراق مراقبہ اس قدر ہوتا تھا کہ قریباً چھ چھ نمازیں قضا ہو جاتی تھیں اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ جب میں ہوش میں آتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے بتھیرا بلایا اور ہلایا مگر آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ تب مجھے اپنی بیہوشی کی خبر ہوتی تھی اور ہر سال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو حج کرنے کے لئے آتے اور حج کر کے واپس تشریف لے جاتے اور انہیں دنوں میں آپ نے ایک نکاح بھی کیا جس سے دو صاحبزادے ہوئے مگر ہندوستان کو واپس آتے ہوئے جہاز کی تباہی کے سبب بی بی اور بچے سمندر میں غرق ہو گئے اور آپ ایک تختہ پر دو تین یوم تک تیرتے رہے اور خداوند کریم کے فضل و کرم سے صحیح و سلامت کنارے لگے اور بمبئی میں آئے۔ پھر امرتسر تشریف لائے پھر لاہور میں چند یوم رہ کر کشمیر تشریف لے گئے اور قریباً آٹھ سال وہاں سہ ریشی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت پر اقامت پذیر ہوئے جو شالامار باغ سے تین کوس کے فاصلہ پر پہاڑ کے دامن میں ایک چشمہ کے پاس ہے اور وہاں ایک مسجد اور دو حجرے طیار کئے جو اب تک موجود ہیں اور عبادت کرنے کے لئے خوب جگہ پُر فضا اور شہر اور گاؤں سے الگ ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہے اور بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد بغداد شریف تشریف لے گئے اور وہاں سے

Marfat.com

استنبول کی طرف گئے اور تین سال تک اُسی ملک روم و شام میں رہے اور کچھ مدت وہاں کے شاہی باغ میں شاہی مہمان رہے پھر پنجاب میں آئے اور کشمیر پہنچے۔ پھر وہاں آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سید محمود مرحوم کابل سے لاہور کی راہ خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر طریقۂ علیہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے حد سے زیادہ مجاہدہ اختیار کیا۔ پھر حضرت سید محمود مرحوم کے ہمراہ بغداد شریف میں تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں رہ کر لاہور میں واپس آئے اور ایک کلال کے مکان پر فردکش ہوئے۔ پھر مرزا غلام محمد صاحب کی مسجد کے حجرے میں مقیم ہوئے اور کبھی کبھی حضرت سید خاوند محمود المشہور بہ حضرت ایشان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (جن سے آپ کا رشتہ ماں کی طرف سے گیارہویں پشت میں ملتا ہے) کی زیارت پر جاتے اور رات کو شہر میں واپس آجاتے یہاں تک کہ حضرت سید محمود رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پُر ملال ہوا۔ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا (کیونکہ ایک تو بھائی، دوسرا مرید، تیسرا فرمانبردار اور حد سے زیادہ خدمتگار۔ ان کے سامنے کسی کی کیا مجال جو آپ کی خدمت کرنے کو کھڑا ہو۔ چوتھا باکمال صاحب صاحب جو ایک نگاہ سے دلوں میں محبت الٰہی پیدا کرے) پس آپ نے ان کے دفن کرنے کا انتظام زیارت حضرت ایشاں صاحب میں کیا۔ چنانچہ منشی محمد حسین صاحب باغبانپوری جو کہ آپ کے معتقدین میں سے تھے کے حسن انتظام سے یہ کلام سرانجام پایا اور وہاں دفن کئے گئے اور چونکہ اپنے بھائی مرحوم سے بغداد شریف میں ایک زیارت پر کہ جس چار دیواری میں شیخ و مرید اکٹھے مدفون تھے وعدہ ہو چکا تھا کہ اگر میں پہلے مر جاؤں تو آپ میری قبر پر تاحیات مقیم رہیں اور اگر آپ کا انتقال پُر ملال مجھ سے پہلے ہو تو میں آپ کے مزار مبارک پر تادمِ زندگی مجاوری اختیار کروں تاکہ اس شیخ و مرید کی طرح ایک چار دیواری کے اندر مقیم ہوں اس لئے جناب قبلہ شاہ صاحب روحی قلبی فداہ نے وہ وعدہ ایفاء کیا اور زیارت موصوف کے آباد کرنے میں سعی بلیغ فرمائی اور اس غیر آباد جگہ کو حُسن انتظام سے ایسا آباد کیا جو آرام گاہ خاص و عام ہو گیا کیونکہ نماز کے لئے عالیشان مسجد اور

Marfat.com

اعتکاف کے لئے حجرے اور آنے جانے والوں کے لئے عالیشان مکان وضو کے لئے حوض پختہ اور غسل کے واسطے پختہ چاہ اور پانی پینے کے لئے ایک علیحدہ سرد اور ہاضم کنواں اور دوپہر کو آرام کرنے کے لئے سرسبز اور سایہ دار درخت اور میوہ جات کے لئے نہایت پرفضاء، باغ، خاص وعام کے لئے ہر قسم کی خوراک و چائے دیگر لوازمات خوردنی ہر وقت موجود اور فیوضات و برکات حاصل کرنے کے لئے زیارت حضرت ایشاں صاحب مرحوم اور آپ کی ذات بابرکات جن کے انوار بارقہ سے کیسا ہی کوئی غمگین و محزون کیوں نہ ہو۔ ایک بار ضرور دلشاد وخرم ہو جائے اور سب غم جاتے رہیں چنانچہ آپ کی برکات کے سبب سرکار والا مدار نے اس جگہ کو معہ چند قطعات زمین کے واگذار کردیا جو کہ سائیں کامل دین صاحب متولی و مرزا غلام محمد صاحب منتظم کے حُسن انتظام سے یوماً فیوماً روبہ ترقی ہے۔ غرض کہ حضرت سید محمود مرحوم کے انتقال پُر ملال کے پورے بیس سال بعد یکم ماہ شعبان پنج شنبہ کی رات کو بوقت گیارہ بجے آپ کا وصال ہوا اور جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے اسی زیارت کے اندر چاردیواری میں اپنے بھائی مرحوم اور حضرت سید خاوند محمود رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مدفون ہوئے جو حسن اتفاق سے وہی رات اوردن سید محمود مرحوم کی وصال کا تھا۔ اب اس رسالہ کو اسی پر ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ اس مختصر رسالہ میں زیادہ گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ باقی حالات، کرامات، مکاشفات، اخلاق، معمولات وغیرہ جناب قبلہ شاہ صاحب قلبی وروحی فداہ کے دوسرے حصہ میں مفصل بیان کئے جائیں گے تاکہ ان کے پڑھنے اور سننے سے دلوں میں شوق اور محبت اور توجہ الی اللہ پیدا ہو اور موجب ترقی عرفان ہو۔ آمین ثم آمین۔

❀❀❀

Marfat.com

Marfat.com

محبوب الاولیاء

قبلہ و کعبہ حضرت سید مقبول محی الدین گیلانی قادری [illegible]

دربار عالیہ قادریہ [illegible]

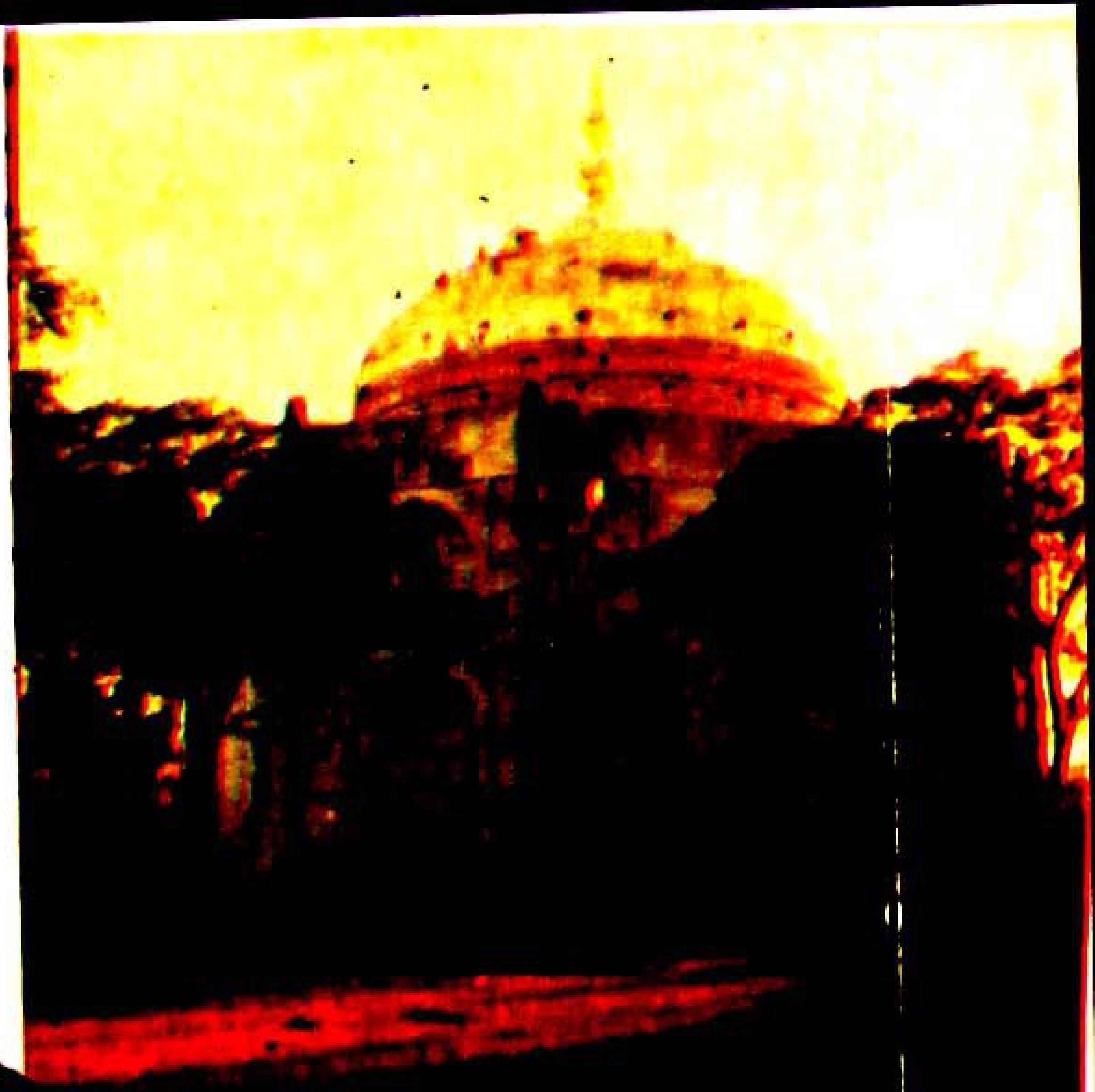

مزار پُر انوار حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ

7625

Marfat.com